دیوانِ نعتیہ

جامِ طہور

صابر براری

نعتیہ دیوان

جامِ طہور

صابر براری

کتبہ وحی

شاعر .... صابر براری
بی اے۔ بی ایڈ

ترتیب .... حامد رضا قادری

کتابت .... عبدالعزیز صوفی

صفحات ۱۷۶

طباعت .... انجمن پریس کراچی

اشاعت .... جنوری ۱۹۷۸ء

طبع اول .... ایک ہزار

ھدیہ .... پانچ روپے

ناشر

ایوانِ ادب۔ جے ون۔ ۵۶۔ کورنگی کراچی

اظہارِ حقیقت

مداحانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فہرست خاصی طویل ہے۔ صہبائے عشقِ رسول سے سرشار شعرائے عرب میں حضرت حسان۔ حضرت کعب۔ امام ابو صیری۔ محمد بن الوراق۔ حمیدی۔ ابنِ سرایا اور سخنورانِ عجم میں خاقانی۔ نظامی خسرو۔ جامی کے نعتیہ کارنامے عالم آشکار ہیں۔ اردو شعراء میں بھی نعت گو شعراء کا سلسلہ محمد قلی قطب شاہ سے شروع ہو کر نقرئی۔ میرزاں ولی سے گزرتا ہوا حالی۔ امیر مینائی۔ محسن کاکوروی۔ شہیدی۔ علامہ اقبال۔ شاہ رضا بریلوی حسن بریلوی۔ بیدم وارثی۔ حسرت موہانی۔ امجد حیدرآبادی۔ اکبر میرٹھی۔ سیماب اکبرآبادی۔ کیف ٹونکی۔ مولانا ظفر علی خاں۔ شاہ ضیاء القادری۔ حمید صدیقی لکھنوی درد کاکوروی اور بہزاد لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تک پہنچتا ہے۔ جن کا کلام ہمارے سوزِ دل کا مرہم ہے۔

عصرِ حاضر میں بھی مداحانِ رسول کی ایک بڑی تعداد ہے۔ کئی شعراء بالخصوص ابو الاثر حفیظ جالندھری۔ ماہر القادری۔ اختر حامدی۔ حفیظ تائب۔ حافظ مظہر الدین منور بدایونی۔ عزیز حاصلپوری اور انجم وزیرآبادی ممتاز نعت گو شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ ہر شاعر نے نعتیں کہی ہیں اور عشقِ رسالت کے دیپ جلائے ہیں۔ احسان دانش۔ احمد ندیم قاسمی۔ شاعر لکھنوی۔ رئیس امروہوی۔ عبد العزیز خالد

کوثر نیازی۔ مظفر وارثی۔ تابش دہلوی۔ عابد نظامی۔ مختار اجمیری اور شاعرات میں وحیدہ نسیم اور سعیدہ مظہر عروج نے بھی بڑی پرکیف نعتیں کہی ہیں۔

کہنے کو نعت گوئی آسان ہے لیکن غور کیجئے تو اس سے بڑھکر مشکل کوئی صنف نہیں، ایک طرف شاعر کا فرض ہے کہ آداب شریعت ہاتھ سے نہ جانے دے اور دوسری طرف اس پر لازم ہے کہ لطف کلام اور حسن بیان میں فرق نہ آنے دے۔ کلام میں آداب رسالت ملحوظ نہ رکھنا اور شعر کا جذباتِ عشق سے محروم ہونا دونوں باتیں نعت گو شاعر کے لئے نازیبا ہیں۔ نعت گوئی کی نزاکتوں۔ آدابِ عشقِ نبوی اور اس کی کڑی شرطوں سے عہدہ برآ ہونا بڑا مشکل کام ہے۔ گویا نعت گوئی کے لئے آب کوثر سے دھلی ہوئی زبان اور عشق رسالت سے معمور دل و دماغ کی ضرورت ہے۔ سچ ہے کہ

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

مجھے شاعر ہونے اپنے کلام کا ان محاسن سے مزین ہونے اور نعت گوئی کی تمام شرائط سے عہدہ برآ ہونے کا دعویٰ نہیں ہے۔ صرف مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی نسبت اور عشق و محبت نے اس طرف مائل کیا۔ جس کی فراوانی کے لئے لسان الحسان حضرت الحاج مولانا شاہ ضیاء القادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عاشقِ رسول سے شرف تلمذ حاصل ہو گیا۔ جن کے فیوض و برکات سے بیشتر تہی دامانِ علم و ادب کو شعور و آگہی کی دولت حاصل ہوئی۔

سنہ ۱۹۵۷ء سے میرا کلام مقامی اخبارات کے علاوہ بھارت و پاکستان کے موقر جرائد بالخصوص آئینہ۔ ضیائے حرم۔ سوادِ اعظم۔ حرم الحبیب (لاہور) نقاد

تاج ۔ ترجمانِ اہلسنت (کراچی) ماہِ طیبہ (کوٹلی) رضائے مصطفےٰ (گوجرانوالہ) سلطان العارفین (گکھڑ) ۔ فیضِ رضا (لائلپور) المصطفےٰ (حیدرآباد سندھ) فیض الرسول (بستی) آستانۂ ذکریا (ملتان) آستانہ (دھلی) سنّی (لکھنؤ) القدیر (حیدرآباد دکن) نوری کرن (بریلی) میں شائع ہو رہا ہے ۔ ۱۹۶۲ء سے مولانا غلام رسول گوھر کی فرمائش پر ان کے زیرِ ادارت رسالے ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور ضلع لاہور کے شاعرِ خصوصی کی حیثیت سے قلمی خدمات انجام دے رہا ہوں ۔

اس سے قبل میرے کلامِ نعت و مناقب اور سلام کے مجموعے فردوسِ عقیدت ۔ بہشتِ مناقب اور انوارِ پنجتن شائع ہو چکے ہیں ۔ میری ان تصانیف کو مولانا عبد الحامد بدایونی ۔ شاہ ضیاء القادری ۔ علامہ درد کاکوروی ۔ مولانا نسیم بستوی (بھارت) شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفےٰ ازہری ۔ پروفیسر حامد حسن قادری ۔ بہزاد لکھنوی ۔ اختر الحامدی ۔ عزیز حاصلپوری اور شکیل بدایونی (بمبئی) نے تقاریظ اور قطعات تاریخ سے مزین فرما کر میری قدر افزائی کی ہے ۔

اب میرے جذبات و عقیدت کا یہ گلدستہ نعتیہ دیوان الموسوم "جامِ طہور" نذرِ عشاقِ رسول ہے ۔ اس پیشکش سے نام و نمود اور شہرت مقصود نہیں ہے صرف یہ حسرت ہے کہ مداحانِ رسالت کی فہرست میں مجھ گناہگار کا نام بھی شامل ہو اور اگر بارگاہِ رسالت مآب میں اس دیوان کا ایک شعر بھی مقبول ہو جائے تو یہی میرے لئے توشۂ آخرت اور وسیلۂ مغفرت ہے ۔

آخر میں ان بزرگوں۔ دانشوروں اور شعرائے کرام کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے میری درخواست پر اس دیوان کے لیے مقدمہ۔ تقاریظ اور قطعاتِ تاریخ سے نوازا اور میری حوصلہ افزائی فرمائی ورنہ
من آنم کہ من دانم

گدائے دربارِ مصطفوی

صابر براری

کراچی
۱۵۔ ستمبر ۱۹۷۷ء

مقدمہ

حضرت محترم پروفیسر منظور حسین شور مدظلہ

کراچی یونیورسٹی، پاکستان

جام طہور جناب صابر براری کا نعتیہ دیوان ہے جو کم و بیش ایک سو پچاس نعتوں پر مشتمل ہے۔ فن شاعری میں بالخصوص نعت گوئی اس اعتبار سے زیادہ مشکل صنف شعر ہے کہ وہ رسول پاک۔ جن کی ذات بشریت، ملکوتیت اور لاہوتیت کے عناصر ثلاثہ کی وحدت ہے، وہ اس خاص صنف سخن کا موضوع ہوتا ہے۔ اس بنا پر اس دشوار راستے سے بغیر کسی لغزش کے گزر جانا ہر فنکار کا کام نہیں، جناب صابر براری کی نعت گوئی کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ سرور کائنات کی شان میں جب لب کشا ہوتے ہیں تو انکے عرفان کا شعور، جذبات کا خلوص، اور فکر و نظر کی پاکیزگی اُن سے جو نعت کہلواتی ہے اس سے جہاں رسالت مآب کی عظمت کا شعور پڑھنے والے کے اندر جاگ اٹھتا ہے۔ وہیں ان نعتوں کا قاری فنکار کے اپنے نفس کی شائستگی اور جذبات کی طہارت کو بھی محسوس کرنے لگتا ہے جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا۔ نعت گوئی کا فن اپنی نوعیت میں بے انتہا نازک اور سلیقہ طلب ہوتا ہے۔ جناب صابر براری اس معنی میں مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ اس مقدس اور نازک صنف سخن سے عہدہ برآ ہونے کی پوری پوری صلاحیت کے حامل ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نعت گوئی اردو شاعری کی اعلیٰ ترین قدر ہے۔ اس کا تعلق

چونکہ دنیا کی تاریخ میں ایک ایسے عظیم ترین انسان کی ذات سے جس نے صدیوں کی تاریکی سے تہذیب کا سورج تراش کر نوعِ آدم کو انسانیت کا اُجالا تقسیم کیا ہے اس لئے بیجا نہ ہوگا اگر دوسرے لفظوں میں یہ کہا جائے کہ اردو شاعری میں اگر کوئی صنفِ سخن انسانی معاشرے کے لئے نفس کی تہذیب اور کردار کی شائستگی کا بہترین درس دے سکتی ہے تو وہ سرورِ کائنات کی "سیرت" ہے۔ اور چونکہ نعت گوئی کا موضوع رسول اللہ کی ذاتِ پاک ہوتی ہے اس لئے کامیاب نعت گوئی انسانی معاشرے کے لئے ایک مثبت اور تعمیری خدمت کے مترادف ہوتی ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جناب صابر براری ایک نیک نفس، مخلص اور سچے انسان ہیں اس لئے اپنے رسول کی بارگاہ میں ان کا ہر نذرانۂ عقیدت، جوشِ ایمان کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ صرف اسی وقت ممکن ہے جب کوئی فنکار حیوانیت اور مادیت کی سطح سے بلند ہو کر سرورِ کائنات کی سیرت اور ان کے فلسفۂ حیات کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ جناب صابر براری چونکہ ایک تعلیم یافتہ فنکار ہیں اس لئے ان کی نگاہ میں جہاں حیوانیت کی پستیاں ہیں وہاں انسانیت کی وہ ساری بلندیاں بھی موجود ہیں جن کے نقطۂ عروج کا دوسرا نام "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" ہے وہ اس معنی میں بڑے خوش نصیب اور ذی فہم انسان ہیں کہ قدرت نے ان کو نعت گوئی کی توفیق سے سرخرو کیا، ان کے اندر چونکہ زندگی کی اس اعلیٰ ترین قدر کو سمجھنے کا شعور موجود ہے۔

اس لئے وہ اس سے قبل بھی آئمہ اطہار کے مناقب کا ایک مختصر سا مجموعہ شائع کر چکے ہیں، ان کے احساس کی سچائی اور فکر کے خلوص میں اُن کے کلام کی تاثیر کا راز پوشیدہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں ان کے کلام کے یہی اوصاف ان کی آئندہ فنی پیش رفت کے ضامن ہوں گے۔

قطعہ تاریخ
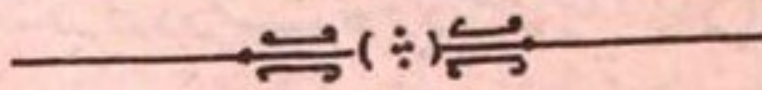
از:۔۔۔۔ حضرت محترم ڈاکٹر تقی دہلوی مدظلہ،
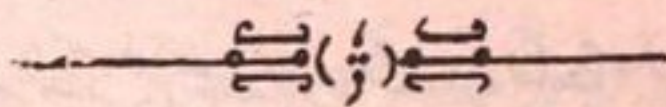
اللہ رے فصاحت اللہ رے بلاغت
مجموعہ ہے ادب کا جامِ طہورِ خوشتر

۱۹ ۷۷ء

کلیاں چٹک کے بولیں صلِّ علےٰ محمدؐ
ہے نعت کا مرقع جامِ طہورِ احمر

۱۳ ۹۷ھ

ارشادِ عالی

از حضرت محترم الحاج ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں صاحب پی۔ایچ۔ڈی۔ ڈی لٹ
(صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی حیدر آباد)

عزیز مکرم صابر براری ابن مولوی حمید مرزا صاحب ایلچ پوری ممتاز نعت گو شعرا میں سے ہیں۔ بچپن ہی سے شعر و شاعری کی طرف مائل ہیں اور اپنے بزرگوں کے زیر تربیت الحمد دین سے بڑی لگن رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ خصوصی انعام ہے کہ اس نے ان کو ایک ایسا دل مرحمت فرمایا جو عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ مند ہے ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے وابستگی رکھے۔ بحمد اللہ۔ صابر براری صاحب بڑے خوش نصیب ہیں کہ انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اپنی صورت اور سیرت کو سنوارا ہے اور اسی غلامی نے انہیں دوسروں کے آگے سر جھکانے سے بے نیاز کر دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس دل و دماغ پر ایسے تاثرات ہوں گے وہ مختلف قیود سے کیونکر آزاد نہ ہوگا۔

صابر صاحب کے کلام کا کمال بھی یہی ہے اور یہی ان کے لئے کافی ہے اللہ پاک ان کی شاعری کو قبولِ عام اور ان کو مقبولِ خاص بنائے۔

آمین۔

کیفِ جامِ طہور

از ــــــــــــ حضرت رئیس امروہوی

جناب صابر براری نے اس جادۂ دشوار گزار میں قدم رکھا ہے جس کے تصوّر سے عرفی جیسا شاعر لرزہ براندام تھا۔

عرفی مشتاب این رہِ نعت است نہ صحرا
ہشیار کہ رہ بردمِ تیغ است قدم را

تو جس راہ کو عرفی نے "بردمِ تیغ" یعنی تلوار کی دھار سے تعبیر کیا ہے اس مومن شاعر نے اپنی تگ و تاز کے لئے اسی راستے کو منتخب کیا ہے۔ میں نے جناب صابر براری کے کلام نعت و منقبت کا بغور مطالعہ کیا اور اس نتیجے تک پہنچا کہ "شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم"۔ جناب صابر براری بلاشبہ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں۔ پروفیسر منظور حسین شور نے نہایت خوبی اور نکتہ طرازی کے ساتھ موصوف کے پرسوز کلام کی لطافتوں اور نفاستوں کو اجاگر کیا ہے انہوں نے کمال سادگی کے ساتھ حقیقت محمدیہ کے اسرار و رموز کی طرف اشارے کئے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ صابر براری نے اپنی پوری ذہنی اور تخلیقی صلاحیتیں نعت گوئی میں صرف کی ہیں اور انشاءاللہ دین و دنیا میں انہیں اس کا اجر ملے گا۔

خوشا فکرِ صابر براری رئیس ــــ کہ ہر لفظ کو نازِ جامِ طہور
مبارک ہو اے اہلِ شوق و ولا ــــ یہ "میعادِ آغازِ جامِ طہور"

۱۳۹۸

صابر براری کی نعت گوئی

از ________________ حضرت شاعر لکھنوی

صابر براری ایک سیدھے سچے انسان ہیں۔ ان کے کردار کی یہ خوبی ان کے شاعرانہ ذوق میں پوری طرح جھلکتی ہے۔ ان کی فطرت ہر صنفِ سخن میں طالع آزمائی اور تجرباتی مہم چلانے کی قائل نہیں اس لئے انھوں نے ایک سیدھی اور سچی راہ منتخب کرلی ہے جو ان کے مزاج ماحول اور طبیعت سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ یہ ہے نعت رسول کی راہ۔ اس راہ پر چل کر دنیوی سعادت اور دینی فلاح دونوں کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔

نعت رسول کی راہ بڑی نازک اور امتحانی راہ ہے اور جب تک آدمی کو اپنے جذبے کی صحیح سمت و رفتار۔ اپنی عقیدت کی گہرائی۔ اپنے ایمان کی مضبوطی اور اپنی توفیقِ شعری پر مکمل اعتماد نہ ہو۔ نعت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

صابر براری نے یقیناً ان تمام نزاکتوں کو پیش نظر رکھ کر اس راہ میں قدم رکھنے کا فیصلہ کیا ہوگا جہاں تک مجھے علم ہے وہ محبت و عقیدت رسول کے جذبے کو الفاظ کا پیرہن دینے کی جدوجہد میں عرصہ سے مصروف ہیں۔ جامِ طہور کے مطالعے سے بھی اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

زیارت کی یہ گھر بیٹھے نئی صورت نکالی ہے
مدینے کی حسیں دنیا نگاہوں میں بسالی ہے

وہ مداحِ محبوب خدا ہیں اور مدحت کا یہ جذبہ ہی اُن کی زندگی کو سنبھالنے کا ذمہ دار ہے جس کا اظہار وہ اس طرح کرتے ہیں۔

خدا کا شکر ہوں مداحِ محبوبِ خدا صابرؔ
اسی باعث تو میں نے زندگی اپنی سنبھالی ہے

وہ عشقِ رسول کو دنیا کے تمام خزانوں سے بڑھکر قیمتی خزانہ سمجھتے ہیں۔ جبھی تو وہ اپنے جذبے کو اس آسانی کے ساتھ منظوم کر لیتے ہیں۔

جو عطا ہوا ازل سے ترا عشق والہانہ
میرے ہاتھ آگیا ہے یہی قیمتی خزانہ

نعتِ رسول کی راہ میں ان کی حیثیت ایک ایسے مسافر کی ہے جس کا حوصلہ بلند ہے اور جو راہ کی صعوبتوں سے مسکرا کر گزر جانے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ شکوہِ الفاظ سے بچتے ہیں اور سادہ مگر اثر لہجے میں اپنی آواز سننے والوں تک پہنچاتے ہیں۔

کچھ اس انداز سے وہ تاجدارِ انبیاء آئے
سہارا بنکے جیسے ڈوبتوں کا ناخدا آئے

بظاہر یہ سادہ اور آسان سا اندازِ بیان معلوم ہوتا ہے لیکن جب آپ ڈوبتوں۔ سہارا اور ناخدا وغیرہ کی علامات پر غور کریں گے تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ اس میں اس وقت کے "عرب" کی حالت کی پوری عکاسی کی گئی ہے اسی نعت کا یہ دوسرا شعر بھی ملاحظہ طلب ہے۔

ہوئی مقبول آدم کی دعا جن کے وسیلے سے
جہانِ آدمیت کا وہ بن کر مدعا آئے

نورِ خدا سے سب سے پہلے نورِ محمدی کی تخلیق ہوئی اس کے بعد کائنات کی تخلیق کی گئی۔ اس مضمون کو کتنی سادگی کے ساتھ ادا کیا گیا ہے۔

ہوا نورِ خدا سے نورِ ختم المرسلیں پیدا
ہوئے اس نور سے پھر سب یہ افلاک و زمیں پیدا

سرورِ کونین نبی آخر الزماں اور تمام انبیاء سابقہ کے سردار و پیشوا ہیں اس مضمون کو ادائے بیان کی خوبی نے کتنا طرحدار کر دیا ہے۔

میرے آقا کی سخاوت دیکھ کر
انبیاء بھی ہاتھ پھیلانے لگے

ان کے کلام سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کے اعتبار سے نعت رسول کی راہ میں کتنا سفر طے کر چکے ہیں۔

میری دعا ہے کہ ان کا "حال" ریاضتِ فکر اور شعورِ فن کی دھوپ میں تپ کر ایک تابناک مستقبل کا روپ اختیار کرے اور ان کے منظوم جذباتِ عقیدت بارگاہِ رسول میں قبولیت و پذیرائی کا شرف حاصل کریں۔

آمین

قطعۂ تاریخ

از حضرت نازش حیدری جانشین خیام الہند سید جلال الدین حیدر دہلوی

فدائے نبی صابرِ حق پرست — بہت مہرباں ہے خدائے غفور
مصائب میں بھی صبر سے آشنا — انہوں نے کیا بحرِ غم کو عبور
برار و کراچی میں کیا فرق ہے — جو لَو ہو تو دونوں مقاماتِ نور
ہوئی ان پہ آسان راہِ بہشت — ملی ان کو راہِ یقین و شعور
کھلے آنکھ تو وہ ہیں پیشِ نظر — مئے عشقِ احمد سے رہتے ہیں چور
ہر اک لفظ ہے شمعِ ایمن صفت — ہر اک شعر ہے منبعِ برقِ طور

نہیں پی کے آئے ہیں "صابرؔ" فقط
اتارا ابھی جنت سے جامِ طہور"

۱۳۹۷ھ

رباعی

از حضرت الحاج مولانا غلام رسول گوھر - ایڈیٹر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور ضلع لاہور

خوشنودیِ حق سعی و شعورِ صابر — ایں ہم صلۂ طبع صبورِ صابر
ضو پاش چراغِ شبِ تیرہ گوھر — ظلمات شکن "جامِ طہورِ صابر"

قطعاتِ تاریخ

از نتیجۂ فکر .... حضرت بیتاب نظیری

(۱)

نعتِ نبیؐ کا شوق تھا صابر کو روز و شب
دل میں رہا تصورِ حور و قصور بھی
بیتاب نے یہ مصرعۂ تاریخ کہہ دیا
بس تابِ صد خمار ہے جامِ طہور بھی

۹۶ ۱۳ ہجری

(۲)

از ———— حضرت اختر شاہجہاں پوری مظہری لاہور

بندگی ہے شغلِ نعتِ مصطفےٰ — ہے یہی وجہ سرور و انبساط
نعت کہتے وقت رہتا ہے ضرور — گنبدِ خضرا سے دل کا ارتباط
ورنہ اس سے پار اترنا ہے محال — یہ ہے دنیا میں انوکھی پلصراط
بس یہ ممدوحِ خدا کا ہے کرم — ہے بھلا کیا ورنہ شاعر کی بساط

نعت گوئی کا ہے صابر کو شعور
لکھ دو اختر "طوطیِ باغِ نشاط"

۱۳۹۷ ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمدِ باری تعالیٰ

تری تسبیح ہے عالم میں صبح و شام یا اللہ
تری توصیف ہے کون و مکاں میں عام یا اللہ

حیات و موت ہے ہر انس و جاں کی تیرے قبضہ میں
جِلانا مارنا سب کو ہے تیرا کام یا اللہ

مسلماں ہو کہ ہو کافر منافق ہو کہ ہو مُشرک
زمانے پر ہے یکساں تیرا فیضِ عام یا اللہ

سہارا بے سہاروں کو ہے بیشک تیری رحمت کا
مٹاتا ہے تو بندوں کے غم و آلام یا اللہ

بنا کر رحمتِ عالم شہِ ابرار کو بھیجا
جہاں والوں کو بخشا تو نے یہ انعام یا اللہ

اسے بھی دین و دنیا کی ہر آسائش میسر ہو
ہے یہ صابر بھی تیرا بندۂ بے دام یا اللہ

○

عجب سج دھج سے آیا دیکھئے نوشاہ جنت کا
ہے مقنع نور کا رخ پر بندھا سہرا شفاعت کا

ہوا منظور جب اظہار رب کو اپنی وحدت کا
تو بھیجا تاج پہنا کر تمہیں اپنی نیابت کا

شرف حاصل نہ کیوں ہوتا انہیں ختمِ رسالت کا
ہے جن کی پشتِ اقدس پر نشاں مہرِ نبوت کا

کوئی ثانی اگر ہوتا تو بے سایا وہ کیوں ہوتے
مرقع ایک لاثانی ہیں وہ شاہکارِ قدرت کا

جھکی محرابِ کعبہ جن کے سجدے کو خدا شاہد
بیاں کیا ہو شہِ دیں کی بھنووں کی اس لطافت کا

چراغِ مہر و مہ ہی کیا بساطِ ہر دو عالم میں
ہے پرتو بالیقیں انکی نمک آگیں صباحت کا

خرد مند و اطیعو اللہ کی تفسیر تو دیکھو
عبادت اسکی ہے اور حکم ہے انکی اطاعت کا

حضورِ خالقِ اکبر چلا ہوں سرخرو ہو کر
ہے غازہ میرے چہرے پر تمہاری خلکِ تربت کا

بفضلِ رب ہے ذوقِ نعت گوئی مجھکو اے صابر
جو دولت لٹ نہیں سکتی ہوں مالک ایسی دولت کا

ہے پسندِ خالقِ اکبر جمالِ مصطفےٰ
غیر ممکن ہے کہ ہو کوئی مثالِ مصطفےٰ

کعبۂ دل میں جو مہماں ہے خیالِ مصطفےٰ
بن گیا ہے سینہ فردوسِ جمالِ مصطفےٰ

رحمت اللعالمیں کا فیض ہے کونین میں
ہے جہاں منت کشِ جود و نوالِ مصطفےٰ

اسکی بگڑی بن گئی دوزخ ہوئی اس پر حرام
جس نے دیکھا اک نظر حسنِ جمالِ مصطفےٰ

مغفرت کا امتِ عاصی کی وعدہ کرلیا
لطفِ حق کرتا گوارا کیا ملالِ مصطفےٰ

میری قسمت پر زمانہ رشک کرتا حشر میں
کاش مل جاتی کہیں خاکِ نعالِ مصطفےٰ

قبرِ صابر سے فرشتے مسکرا کر چل دیے
جلوہ افگن رخ پہ جب دیکھا جمالِ مصطفےٰ

○

پہلے تو مدینے میں تھی آنے کی تمنّا
پہنچا تو نہیں لوٹ کے جانے کی تمنّا

انوارِ نبی دل میں سجانے کی تمنّا
ہے دشت کو گلزار بنانے کی تمنّا

ہے داغِ جگر ان کو دکھانے کی تمنّا
حالِ دلِ بیتاب سنانے کی تمنّا

صد شکر کہ پوری ہوئی طیبہ کی گلی میں
سوئی ہوئی تقدیر جگانے کی تمنّا

تھا روضۂ انوار جو شہِ دیں کا نظر میں
تھی اشکِ گہر بار لٹانے کی تمنّا

وہ خاک جسے طور کی تنویر کہا جائے
ہے چشمِ بصیرت میں لگانے کی تمنّا

جس راہ میں آقا کے نقوشِ کفِ پا ہیں
ہے ان پہ جبیں اپنی جھکانے کی تمنّا

اس در پہ جہاں جنّ و ملائک ہیں سلامی
سر رکھ کے نہیں سر کو اٹھانے کی تمنّا

صابرؔ ہو مبارک کہ درِ ختمِ رسُل پر
بر آئی تری نعت سنانے کی تمنّا

○

تمہارے نام میں شامل رحیم دیکھ لیا
تمہاری ذات میں وصفِ کریم دیکھ لیا
شہانِ دہر کے ہیں تاج ٹھوکروں میں تیری
یہ دبدبہ ترا اُدرِّ یتیم دیکھ لیا
ہنوز مکہ مدینہ میں ہے مہک جاری
سوادِ گیسوئے عنبر شمیم دیکھ لیا
رہا نہ خوفِ قیامت گناہگاروں کو
جو ساتھ تم سا رؤف و رحیم دیکھ لیا
دیا عدو کو دعاؤں سے گالیوں کا جواب
جہاں نے آپ کا لطفِ عمیم دیکھ لیا
گناہگاروں کو بخشا حبیب کی خاطر
ترا کرم سرِ محشر کریم دیکھ لیا
گزاری عمر ثنائے حضور میں صابر
جہاں نے میرا مذاقِ سلیم دیکھ لیا

○

دیدارِ حرم ذوقِ طیبہ یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا
خم کرتا جبیں جاں کرتا فدا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

اے کاش مدینہ میں جاتا تا عمر وہیں پر رہ جاتا
ارمان یہ دل کا دل میں رہا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

منجدھار سے کشتی ترجاتی اور دید کی حسرت بر آتی
آجاتے اگر ساحل پہ ذرا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

آنکھوں میں سموتا نورِ حرم اور چومتا انکے نقشِ قدم
سرکار سے کہنا جاکے صبا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

رویت نہ ہوئی فرقت نہ مٹی قربت نہ ملی قسمت نہ بنی
یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

روضہ پہ گیا بیہوش رہا دیدار تمہارا کر نہ سکا
لب بند رہے مانگی نہ دعا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

پابوسِ قدم تو کیا ہوتا قربت بھی تمہاری پا نہ سکا
حسرت ہی رہی محبوبِ خدا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

صابرؔ یہ صدائے غیب سنی ہر آرزو تیری پوری ہوئی
کرنا نہ کبھی اب یہ شکوہ یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

○

ہوا نُورِ خدا سے نُورِ ختم المرسلیں پیدا
ہوئے اُس نُور سے پھر سب یہ افلاک و زمیں پیدا

تعالیٰ اللہ جن کی پشت پر مُہرِ نبوّت ہے
ہوئے ہیں آج وہ ختمِ رسالت کے نگیں پیدا

جبینِ حضرتِ آدم میں جس کا نُور پنہاں تھا
ہوا ہے آمنہ کے گھر میں وہ ماہِ مبیں پیدا

سراپا کنتُ کنزاً مخفیاً کا رازداں ہے جو
ہوا وہ کاشفِ اسرارِ ربُّ العالمیں پیدا

شہادت جس کے حُسنِ خلق کی دیتے ہیں دشمن بھی
ہوا ہے مکّے میں وہ صادقُ الوعدِ امیں پیدا

ہے نازاں حُسنِ صورت آفریں خود حُسن پر جس کے
ہوا وہ شاہکارِ دستِ قدرت بالیقیں پیدا

بوقتِ صبحِ صادق بارہویں شب روزِ دوشنبہ
ہوئے ماہِ ربیع الاوّلیں میں شاہِ دیں پیدا

نبوّت کے اسی دم ہو گئے دربند اے صابر
ہوئے جب مصطفٰے محبوبِ ربّ العالمیں پیدا

○

نہ ہو کیوں خُلد بر کف خوش نُما دامن محمدؐ کا
ہے ظلِ کبریا صلِ علےٰ دامن محمدؐ کا

شفا پاتے ہیں آ آ کر مریضانِ شبِ ہجراں
ہے وہ فرحت اثر اور جاں فزا دامن محمدؐ کا

چلی آتی ہے مخلوقِ دو عالم اس کے سائے میں
کشادہ کتنا ہے صلِ علےٰ دامن محمدؐ کا

یہ دُنیا اُس کی دنیا ہے وہ عقبیٰ اس کی عقبیٰ ہے
مقدر سے جسے ہاتھ آگیا دامن محمدؐ کا

گناہگارانِ اُمت کو نہیں ہے خوفِ رُسوائی
کہ بن کے ابرِ رحمت چھا گیا دامن محمدؐ کا

عذابِ قبر کا ہے ڈر نہ خوفِ عرصۂ محشر
میرے ہاتھوں میں اب تو آگیا دامن محمدؐ کا

بصد تعظیم رضواں نے مجھے دی دعوتِ جنت
جو دیکھا ہاتھ میں روزِ جزا دامن محمدؐ کا

میری بخشش کا ساماں مل گیا ہے مجھ کو اے صابر
بفضلِ رب وسیلہ غوث کا دامن محمدؐ کا

○

سجائی دستِ قدرت نے شبستانِ شبِ اسرا
مکینِ لامکاں ہیں آج مہمانِ شبِ اسرا

نمایاں شان سبحان الذی اسریٰ سے ہے جنکی
وہ ہیں معراج کے دولھا وہ سلطانِ شبِ اسرا

ازل سے چشم کافوری عطا جبریل کو کی تھی
جگایا جائیگا اک رات مہمانِ شبِ اسرا

چلی کس شان سے دیکھو سواری شاہِ ذی شاں کی
ہے جھرمٹ قدسیوں کا اور مہمانِ شبِ اسرا

شرف حاصل کیا ہے انبیاء نے مقتدی بن کر
امامت کرتے ہیں اقصیٰ میں سلطانِ شبِ اسرا

ادھر تھی بے نیازی اور ادھر تھی ناز برداری
نیاز و ناز تھے سب عہد و پیمانِ شبِ اسرا

برائے امتِ عاصی وہ جنت جاکے دیکھیں گے
مرصع ہو رہے ہیں حور و غلمانِ شبِ اسرا

سمٹ آنا صفات و ذات کا معراجِ وحدت ہے
یہی ہے وصلِ محبوب و محب جانِ شبِ اسرا

مبارک ہیں مقدس ہیں کئی راتیں مگر صابر
نگاہِ اہلِ حق میں ہے نئی شانِ شبِ اسرا

○

نورِ حق نورِ مجسم مصطفےٰ ہیں مصطفےٰ
شہ نشینِ عرشِ اعظم مصطفےٰ ہیں مصطفےٰ

نوشۂ اسریٰ مکینِ قابَ قوسین و دنیٰ
رازدارِ ربِّ اکرم مصطفےٰ ہیں مصطفےٰ

جانتے تھے سب ملائک کیوں نہ ہوتے سجدہ ریز
باعثِ تکریمِ آدم مصطفےٰ ہیں مصطفےٰ

تاجِ سبحانَ الذی اسریٰ ہے اِن کے زیبِ سر
سب رسولوں میں معظم مصطفےٰ ہیں مصطفےٰ

سب سے اوّل سب سے آخر سب میں ظاہر سب سے گم
یوں مؤخر اور مقدم مصطفےٰ ہیں مصطفےٰ

جنّ و انساں ہو ملائک ہوں رسُل ہوں کوئی ہوں
سب کے مونس سب کے ہمدم مصطفےٰ ہیں مصطفےٰ

کی دعا جن کے لئے رب سے خلیل اللہ نے
وہ نویدِ ابنِ مریم مصطفےٰ ہیں مصطفےٰ

ہے انہی کا نام صابر لب پہ اٹھتے بیٹھتے
اور تصور میں بھی پیہم مصطفےٰ ہیں مصطفےٰ

○

لئے جو شمعِ ہدایت وہ حق شعار آیا
جہانِ کفر و ضلالت میں انتشار آیا

بجا ہے فخر جو فرمائیں اُمّ درِ یتیم
کہ ان کی گود میں قدرت کا شاہکار آیا

جبینِ حضرتِ آدم میں تھا جو جلوہ فروز
بشر کی شکل میں وہ نورِ کردگار آیا

ازل سے لائے ہم ایمان جس پہ دیکھے بغیر
وہ غمگسار و مسیحائے روزگار آیا

نہیں ہے صرف ہمارے لئے ہی وجہ سکوں
کہ عرش کو بھی اسی نام سے قرار آیا

بس اک جھلک ہی میں ہوش و حواس کھو بیٹھے
جمالِ یار نہ موسیٰ کو سازگار آیا

تمہارے در پہ پہنچنے کا اور کیا ہو جنوں
کہ لے کے اپنا گریباں میں تار تار آیا

ہے آج ان کی ولادت کا جشن عالم میں
چمن میں پھول کھلے موسمِ بہار آیا

تھا ان کے عشق میں دیوانہ جو کبھی صابرؔ
وہ بن کے عرصۂ محشر میں ہوشیار آیا

کیا بتائیں کیا کہیں در پردہ کیا ہیں مصطفیٰ
یوں بظاہر تو حبیبِ کبریا ہیں مصطفیٰ

نسبتاً تو عرشِ اعظم تک رسا ہیں مصطفیٰ
در حقیقت سلسلہ در سلسلہ ہیں مصطفیٰ

پشت پر مہرِ نبوت ہاتھ میں فرمانِ رب
ناسخ الادیان ختم الانبیاء ہیں مصطفیٰ

جلوۂ صبحِ ازل ہیں رونقِ شامِ ابد
ابتدا ہیں مصطفیٰ اور انتہا ہیں مصطفیٰ

ہے صفاتِ رب کا مظہر ہر نبی یوں تو مگر
ذاتِ ربِ دو جہاں کا آئینہ ہیں مصطفیٰ

روشنی ہے جسکی تاباں از زمیں تا عرشِ رب
آپ وہ دُرِّ یتیمِ آمنہ ہیں مصطفیٰ

جو نہ پہنچے آپ تک وہ رب کو پائے کسطرح
عبد اور معبود میں اک رابطہ ہیں مصطفیٰ

ساحلِ مقصود بڑھ کر کیوں نہ چومے گا قدم
کشتیِ اسلام کے جب ناخدا ہیں مصطفیٰ

کھینچیے گا اب تو صابرؔ کو مدینے میں طلب
آپ ہی تو اس کے دل کا مدعا ہیں مصطفیٰ

○

وہ نصیبے کے سکندر ہیں محمدؐ مصطفیٰ
آپ جن پر سایہ گستر ہیں محمدؐ مصطفیٰ

قلزمِ رحمت سراسر ہیں محمدؐ مصطفیٰ
فیضِ بے پایاں کا مصدر ہیں محمدؐ مصطفیٰ

جن کے حُسنِ خلق کے ہیں معترف کفار بھی
وہ مقدس وہ مطہر ہیں محمدؐ مصطفیٰ

درحقیقت آپ تھے آدم سے پہلے بھی نبی
یوں بظاہر تو مؤخر ہیں محمدؐ مصطفیٰ

جن کی خاطر رب نے کی تزئین بزمِ کائنات
وہ نبی اللہُ اکبر ہیں محمدؐ مصطفیٰ

دہر میں ہیں آپ نافع اور شافع حشر میں
ہر جگہ اُمت کے یاور ہیں محمدؐ مصطفیٰ

زیرِ فرماں کیوں نہ ہوں شمس و قمر سنگ و شجر
حکمراں ارض و سما پر ہیں محمدؐ مصطفیٰ

قابلِ بخشش ہے کب صابرؔ تیری فردِ عمل
وہ تو کہیے تیرے یاور ہیں محمدؐ مصطفیٰ

○

خلق کے رہنما مصطفےٰ مصطفےٰ ۔ دین کے پیشوا مصطفےٰ مصطفےٰ

نورِ ربُّ العلےٰ مصطفےٰ مصطفےٰ ۔ خاتم الانبیاء مصطفےٰ مصطفےٰ

حامیِ بیکساں مونسِ ناتواں ۔ بحرِ لطف و عطا مصطفےٰ مصطفےٰ

شافعِ حشر و ساقیِ کوثر ہے کون ۔ آپ کے ماسوا مصطفےٰ مصطفےٰ

فرش کیا۔ ہیں منوّر سرِ عرش بھی ۔ آپ کے نقشِ پا مصطفےٰ مصطفےٰ

عبد و معبود کے درمیاں بالیقیں ۔ آپ ہیں واسطہ مصطفےٰ مصطفےٰ

دیں کی کشتی کو طوفاں کا خطرہ نہیں ۔ آپ ہیں ناخدا مصطفےٰ مصطفےٰ

فرش سے عرش تک معترف ہیں سبھی ۔ ہیں حبیبِ خدا مصطفےٰ مصطفےٰ

کیجئے اپنے صابرؔ کو در پہ طلب
یا شہِ دوسرا مصطفےٰ مصطفےٰ

جس کی ضیاء سے ماہ و خور کرتے ہیں نُور اکتساب
وہ آمنہ کا چاند ہے مکے کا ہے وہ آفتاب

روزِ جزا اٹھائیں گے رخ سے حضور جب نقاب
جلوے خدائے پاک کے دیکھیں گے ہم بھی بے حجاب

شرمِ گناہ سے ہوا میزاں پہ جب میں آب آب
اُن کا کرم تو دیکھئے بخشش کو آگئے شتاب

نوری کھلونا بن کے وہ چلتا تھا آسمان پر
تھا عہدِ کم سنی میں بھی قبضے میں ان کے ماہتاب

سائے سے بھی ہے بے نیاز نورِ خدائے کارساز
عالمِ ہست و بود میں ہیں آپ ہی اپنا خود جواب

رُخ پہ ملی ہے دوڑ کر حوروں نے خاکِ رہگزر
نعلینِ پاک سے ہوا عرشِ بریں بھی فیضیاب

صابرؔ کو نعت گوئی کا یارب عطا ہو یہ صلہ
کرلیں حضور روضۂ اقدس پہ اس کو باریاب

O

آقائے نامدار بنائے گئے ہیں آپ
یکتائے روزگار بنائے گئے ہیں آپ

ہیں آپ ہی تو باعثِ تخلیقِ کائنات
کونین کا وقار بنائے گئے ہیں آپ

کلیاں ہی صرف بہرہ ورِ رنگ و بو نہیں
پھولوں کا بھی نکھار بنائے گئے ہیں آپ

روشن ہے جس کے نور سے ہر ذرۂ جہاں
وہ شمعِ نور بار بنائے گئے ہیں آپ

ہے صانعِ جمال بھی خود اس کا معترف
بے مثل شاہکار بنائے گئے ہیں آپ

روشن ہوں کیوں نہ آپ پہ ہر غیب و ہر شہود
خالق کے رازدار بنائے گئے ہیں آپ

مکھی نہ چھو سکی تنِ بے سایۂ حضور
کچھ ایسے مشکبار بنائے گئے ہیں آپ

کوئی ہوا خلیل تو کوئی بنا کلیم
محبوبِ کردگار بنائے گئے ہیں آپ

اٹھ کر درِ حضور سے اب جائیں ہم کہاں
تسکینِ دلفگار بنائے گئے ہیں آپ

صابرؔ یہ کم نہیں ہے مقدر کی یاوری
آقا کے جاں نثار بنائے گئے ہیں آپ

○

کیوں مزین نہ ہو فردوس بریں آج کی رات
سیر کو آتے ہیں کعبہ کے امیں آج کی رات

خوابِ راحت سے جگانے کیلئے روحِ امیں
ان کے تلووں سے لگاتے ہیں جبیں آج کی رات

جس کے جلووں سے دو عالم میں اجالا پھیلا
رب کا مہمان ہے وہ نورِ مبیں آج کی رات

انبیا سارے براتی ہیں تو نوشاہ حضور
رشکِ فردوس ہے اقصیٰ کی زمیں آج کی رات

کیوں نہ ہو گردشِ کونین معطل اک دم
روحِ کونین ہے جب اور کہیں آج کی رات

حدِ ادراک و تصور بھی جہاں ہے عاجز
میرے آقا ہیں وہاں جلوہ نشیں آج کی رات

ہے بقدرِ دو کماں فصل محب و محبوب
عبد و معبود ہیں اس درجہ قریں آج کی رات

شربتِ دید پلا کر یہ کہا خالق نے
اپنے محبوب سے کچھ پردہ نہیں آج کی رات

اپنی خوش بختی پہ نازاں ہیں براق و رفرف
فخر پھر کیوں نہ کرے عرشِ بریں آج کی رات

اپنے محبوب کو منہ مانگی مرادیں بخشیں
فضلِ ربی کی کوئی حد ہی نہیں آج کی رات

مل گیا ہم کو بھی معراج کا حصہ صابر
اپنی امت کو وہ بھولے ہی نہیں آج کی رات

○

یوم ازل کے بانی یوم جزا کے وارث
کعبہ کے تم امیں ہو نورِ خدا کے وارث

سب اولیا کے وارث سب انبیا کے وارث
محبوبِ کبریا ہیں خلقِ خدا کے وارث

قاسم ہیں نعمتوں کے حاکم ہیں دو جہاں کے
لطف و عطا کے مالک جود و سخا کے وارث

خالق نہیں ہیں لیکن مخلوق میں ہیں افضل
وہ ہیں قسیم خدا کی مِلکِ خدا کے وارث

مرضی جو ہو گی ان کی وہ حشر ہو گا سب کا
گویا کہ مصطفےٰ ہیں رب کی رضا کے وارث

حضرت کو لاج ہو گی محشر میں عاصیوں کی
وہ شافعِ اُمم ہیں روزِ جزا کے وارث

ہے پاسِ شرع ورنہ دنیا کو میں بتاتا
بھیجا خدا نے کس کو اپنا بنا کے وارث

بیکس کی آہ خالی جاتی نہیں ہے صابر
سرکارِ دو جہاں ہیں ہر بے نوا کے وارث

○

فردوس کو اول تو سجایا شبِ معراج
پھر ان کو سرِ عرش بلایا شبِ معراج

اللہ غنی اَوج یہ ان کا شبِ معراج
سرِ عرش الٰہی نے جھکایا شبِ معراج

یہ اَوج و شرف آپ نے پایا شبِ معراج
جنت سے براق آپ کو آیا شبِ معراج

خالق نے قریں اپنے بٹھایا شبِ معراج
ہر سرِ نہاں ان کو بتایا شبِ معراج

جبریل نے بیدار کرنے کے لئے پلکیں
سرکار کے تلووں سے لگایا شبِ معراج

بھولے نہ کسی حال میں امت کو کہیں بھی
بخشش کا قبالہ بھی لکھایا شبِ معراج

اقصیٰ میں بھی یہ عز و شرف آپ نے پایا
نبیوں نے امام ان کو بنایا شبِ معراج

اللہ سے کیں بخشش امت کی دعائیں
خالق نے کیا آپ سے وعدہ شبِ معراج

ہر بار سرِ طور گئے حضرت موسیٰ
سرکار کو خود رب نے بلایا شبِ معراج

اک پل میں کیے سیر دو عالم کی نبی نے
قدرت کی ہر اک چیز کو دیکھا شبِ معراج

سرکار کی قدرت کے تصدق دلِ صابر
کیا معجزہ عالم کو دکھایا شبِ معراج

~~~ ⁂ ~~~
~~~

○

کوئی آیا نہ نبی شاہ رسولاں کی طرح
اور امت نہ ہوئی کوئی مسلماں کی طرح

پہنچوں سرکار کے قدموں میں ثنا خواں کی طرح
کاش رہنا ہو درِ پاک پہ درباں کی طرح

تو نے اے پیر فلک یوں تو زمانے دیکھے
کوئی دیکھا بھی مگر صاحب قرآں کی طرح

رب اکبر کی ہوئی کس کو میسّر خلوت
شہِ خوباں کی طرح شاہِ رسولاں کی طرح

مُشتِ بوجہل میں سرکار کی منشا پاکر
بے زباں بولے حجر آپ سے انساں کی طرح

آپ کے عارض و رُخ نور مبیں ہیں بخدا
ماہِ تاباں کی طرح مہر درخشاں کی طرح

عشق سرور میں بنا خود کو اویس قرنی
کر رقم نعت نبی حضرتِ حساں کی طرح

نعتِ سرکارِ دو عالم کا ہے صدقہ صابرؔ
تجھ سا ناداں ہوا مشہور سخنداں کی طرح

○

نزولِ رحمتِ داور ہے بارہویں تاریخ
ظہورِ ذاتِ پیمبر ہے بارہویں تاریخ

دنوں مہینوں میں بہتر ہے بارہویں تاریخ
ہوئی ولادت سرور ہے بارہویں تاریخ
نظر وہ جس میں ہیں کون و مکاں کے جلوے گم
ہر اس نگاہ میں برتر ہے بارہویں تاریخ
کہیں ہے جشنِ ولادت کہیں ہے ذکرِ نبی
تجلی عرش کی گھر گھر ہے بارہویں تاریخ
نہ کیوں ہو مجلسِ شاہانہ اہلِ ایماں میں
کہ یادگارِ پیمبر ہے بارہویں تاریخ
مہ و نجوم چراغاں فلک پہ کرتے ہیں
جہاں میں وہ شبِ انور ہے بارہویں تاریخ

ہوئی ولادتِ سلطانِ دو جہاں صابرؔ
اسی سبب سے تو برتر ہے بارہویں تاریخ

○

نبیِ مکرّم محمّد محمّد
رسولِ معظّم محمّد محمّد
پڑھے دل سے صلّو علیہ وسلّم
سُنے کوئی جس دم محمّد محمّد
ہوئی نور سے جن کے تخلیقِ عالم
وہ ہیں فخرِ آدم محمّد محمّد
عیاں کیوں نہ ہوں غیب واسرار ان پر
خدا کے ہیں محرم محمّد محمّد
بروزِ قیامت ہے بخشش کا ضامن
رکھو وِردِ پیہم محمّد محمّد
نظر آئے کیا سایۂ جسمِ اطہر
ہیں نورِ مجسم محمّد محمّد
محمّد کے جلوے ہیں اپنی نظر میں
زباں پر ہے ہر دم محمّد محمّد
رکھو تم بھی وردِ زباں اس کو صابرؔ
کہ ہے اسمِ اعظم محمّد محمّد

ذرا دیکھے اوجِ بامِ محمدؐ
ہے عرشِ بریں زیرِ گامِ محمدؐ

نبی ہے خدائی بنامِ محمدؐ
ہے نافذ جہاں میں نظامِ محمدؐ

معطر ہے جس سے فضائے دو عالم
وہ ہے نکہتِ مشک فامِ محمدؐ

وہ ہوں دور ہم سے یہ ہے غیر ممکن
ہے دل میں ہمارے قیامِ محمدؐ

زمیں بوسِ دربارِ رحمت ہیں قدسی
برائے درود و سلامِ محمدؐ

اِدھر پل صراط اور اُدھر حوضِ کوثر
ہے دونوں طرف انتظامِ محمدؐ

مبارک ہوں زاہد تجھے سب وظائف
ہے کافی مجھے صرف نامِ محمدؐ

نکیر و منکر دین کیا پوچھتے ہو
بفضلِ خدا ہوں غلامِ محمدؐ

ہے مدت سے یہ آرزو دل میں صابرؔ
کہ دیکھوں میں دارالسلامِ محمدؐ

○

ہر بے نوا کے مونس و ہمدم ہیں محمدؐ
ہر زخمِ لاعلاج کا مرہم ہیں محمدؐ

محبوبِ رب ہیں ہادیٔ عالم ہیں محمدؐ
ہر رازِ کائنات کے محرم ہیں محمدؐ

جلوؤں سے انکے کیوں نہ منوّر ہوں فضائیں
سر تا بہ قدم نورِ مجسّم ہیں محمدؐ

میخوار انکے تشنہ بھلا کس طرح رہیں
ساقیٔ جامِ کوثر و زمزم ہیں محمدؐ

لازم ہے اہلِ دیں کے لئے جن کی پیروی
وہ فخرِ رُسُل نازشِ آدم ہیں محمدؐ

انسانیت کو جنکی فراست پہ ناز ہے
لاریب وہ دانشورِ اعظم ہیں محمدؐ

رفتار میں گفتار میں ہر قول و عمل میں
اک جامع الاخلاق مسلّم ہیں محمدؐ

صابرؔ ہو انکی شانِ مقدس کا کیا بیاں
کیا جانئے کس درجہ معظم ہیں محمدؐ

اب کوئی دین ہوگا نہ دینِ ہُدا کے بعد — اُمّت نہ ہوگی اُمّتِ خیر الورا کے بعد

تم سے پناہ مانگتا ہوں ہر خطا کے بعد — مختارِ دو جہاں ہو تمہی تو خدا کے بعد

سورج کے ہوتے رات کا ہونا محال ہے — کوئی نبی نہ آئے گا اب مصطفٰے کے بعد

نورِ رسولِ پاک ہے وجہِ بنائے کُل — ہر ابتدا ہوئی ہے اسی ابتدا کے بعد

کتنی لطیف شرحِ اَطِیعوا الرّسول ہے — ذکرِ رسول کیجئے ذکرِ خدا کے بعد

ہر اک قدم کے بعد تھی منزل قریب تر — کچھ آرزو رہی نہ تیرے نقشِ پا کے بعد

دستِ طلب بڑھاؤں کسی غیر کی طرف — حاجت نہیں کسی سے شہِ دوسرا کے بعد

جا کر دیارِ شاہ سے پھر واپسی نہ ہو — مدفن بنے مدینے میں یارب قضا کے بعد

صابر ضیائے شمعِ حقیقت انہی سے ہے
سردار بنکے آئے جو سب انبیاء کے بعد

○

پیدا ہوئے ہیں مصطفےٰ اصلِّ علےٰ محمدٍ
آئی ہے عرش سے صدا اصلِّ علےٰ محمدٍ

آپ ہیں فخرِ انبیاء آپ ہیں خاصۂ خدا
رب نے کہا ہے ھل اتیٰ اصلِّ علےٰ محمدٍ

ہادیٔ جملہ انس و جاں مونس جملہ بیکساں
کون ہے آپ کے سوا اصلِّ علےٰ محمدٍ

اُمّی لقب ہے آپ کا علم عجب ہے آپ کا
رب ہے حضورِ آپ کا اصلِّ علےٰ محمدٍ

تم ہو جو طالبِ نجات حور و ملک کے ساتھ تم
شام و سحر پڑھو سدا اصلِّ علےٰ محمدٍ

دُکھ سے نجات پائیگا سیدھا جناں میں جائیگا
نزع میں جس نے پڑھ لیا اصلِّ علےٰ محمدٍ

آئیں جو منکر و نکیر دیکھتے ہی رخِ منیر
ہو میرے لب پہ یہ صدا اصلِّ علےٰ محمدٍ

صابرِ نیم جاں کو ہو نزع میں دید مصطفےٰ
دل سے بلند ہو صدا اصلِّ علےٰ محمدٍ

○

بیاں کیا ہو مجھ سے ثنائے محمدؐ — ہے قبلہ نما نقشِ پائے محمدؐ

محمدؐ ہیں تخلیقِ عالم کا باعث — بنے ہیں دو عالم برائے محمدؐ

میں لکھوں ہمیشہ نہ کیوں نعتِ احمد — خدا کر رہا ہے ثنائے محمدؐ

فقط چاند سورج نہیں ان سے روشن — ہے دونوں جہاں میں ضیائے محمدؐ

رہے گی پرانوار یوں ہی ابد تک — وہ شمعِ ہدایت جو لائے محمدؐ

تو غفار ہے بخش دے میری امت — یہی تھی ہمیشہ دعائے محمدؐ

گناہگارو آؤ میرے پاس آؤ — یہ محشر میں ہو گی ندائے محمدؐ

دمِ نزع دل میں تخیل نہ کچھ ہو — سوائے محمدؐ سوائے محمدؐ

مدینہ میں مرنے کا ارماں ہے دل میں — مدینہ ہے دولت سرائے محمدؐ

دل و جاں میں صابر کروں کس پہ قرباں
نہیں کوئی میرا سوائے محمدؐ

○

نقش ہے دل پہ میرے حبِّ نبی کا تعویذ
سارے تعویذوں سے اعلیٰ ہے یہ میرا تعویذ

اے میں قربان پڑھا نامِ محمدؐ اس نے
کاتبِ بخت کو جب دِل کا دِکھایا تعویذ

جب کفِ پائے محمدؐ اُسے چھُو کر گذرے
بن گیا چرخ پہ ایک ایک ستارا تعویذ

انقلاباتِ جہاں آتے تھے سجدے کرنے
باندھ کر آئے تھے وہ صبر رضا کا تعویذ

پھول کی طرح نظر آتا تھا بابِ خیبر
شاہ نے بازوئے حیدر پہ جو باندھا تعویذ

کیوں نہ ہوتا یدِ بیضیٰ یوں ہی جلوہ افشاں
کفِ موسیٰ میں تھا اک نامِ نبی کا تعویذ

شبِ معراج عقیدت سے سوئے ارضِ حرم
طائرِ سدرہ نشیں باندھ کے آیا تعویذ

ہو میسّر تو کریں زیبِ گلو اے صابر
نقشِ نعلینِ کفِ پائے نبی کا تعویذ

○

رسولِ ہر زماں ہو کر بہارِ جاوداں ہو کر
وہ آئے بالیقیں کونین کے روحِ رواں ہو کر

مکینِ لامکاں ہو کر رموزِ کن مکاں ہو کر
وہ آئے کنتُ کنزاً مخفیاً کے رازداں ہو کر

انیسِ بیکساں ہو کر شفیعِ عاصیاں ہو کر
وہ آئے رحمتوں کا ایک بحرِ بے کراں ہو کر

وہ تارا بارہا روح الامیں نے جسکو دیکھا تھا
وہ آیا شکلِ انسانی میں مختارِ جہاں ہو کر

زباں پر ہے دعا یا ربِ ہب لی امتی ہر دم
وہ آئے ہم گنہگاروں پہ کیسے مہرباں ہو کر

ہوئی مہرِ نبوت آشکارا پشت پر ان کی
خدا شاہد وہ آئے خاتمِ پیغمبراں ہو کر

دکھایا خلق کو۔ ہے کس قدر قربت انہیں حاصل
شبِ اسرا قریبِ رب بفرقِ دو کماں ہو کر

خدا سے بھی ادھر قربت ادھر بندوں سے بھی نسبت
وسیلہ بن گئے یوں عبد و رب کے درمیاں ہو کر

ہیں ایسے سوزِ عشقِ سرورِ کونین کے قرباں
نکلتا ہے جو میرے دل سے آہوں کا دھواں ہو کر

نہیں ممکن نہیں ممکن یہ ممکن ہی نہیں صابر
شفاعت سے رہوں محروم ان کا مدح خواں ہو کر

○

دل تپِ غم میں جلانا ہے مدینے جاکر
اک نیا طور بنانا ہے مدینے جاکر

لُطف ساون کا اٹھانا ہے مدینے جاکر
اُن کے جلوؤں میں نہانا ہے مدینے جاکر

اشک وہ اشک جنہیں اشکِ ندامت کہیئے
ان کے قدموں میں بہانا ہے مدینے جاکر

روضۂ سرورِ عالم کی سنہری جالی
اپنی آنکھوں سے لگانا ہے مدینے جاکر

اب یہی دھن ہے کہ خاکِ درِ حضرت بن جاؤں
اپنی ہستی کو مٹانا ہے مدینے جاکر

قسمتیں بنتی ہیں جس در پہ گنا ہگاروں کی
سر اسی در پہ جھکانا ہے مدینے جاکر

جذبۂ شوق اسی طرح وہاں تک لے چل
پھر کسے ہوش میں آنا ہے مدینے جاکر

رہ گئی بس یہی اک آخری حسرت صابرؔ
محفلِ نعت سجانا ہے مدینے جاکر

○

رکھتا ہے غمِ ہجرِ نبی کیف و اثر اَور
بڑھ دردِ جگر اور برس دیدۂ تر اَور

وہ حُسنِ مکمل ہیں یہ اُس حُسن کے پرتو
وہ ماہِ عرب اور ہیں یہ شمس و قمر اَور

وہ بخششِ پیہم یہ گُناہوں کا تسلسُل
رحمت کے نظارے ہیں اِدھر اور اُدھر اَور

قرآں میں جنہیں نورِ مُبیں رب نے کہا ہے
حاشا نہیں وہ نور سوا ان کے بشر اَور

مِلتا ہے سکوں اس دِلِ زخمی کو اسی سے
کچھ روز بہا خون ابھی دیدۂ تر اَور

سو بار زیارت ہو مدینے کی تو پھر بھی
آئیگی صدا دل سے چل اک بار اُدھر اَور

چوکھٹ پہ شہِ دیں کے جھکی میری جبیں ہے
اے پیکِ اَجل جلد آ بس دیر نہ کر اَور

کرتے ہی رہیں آپ مداوائے غمِ دل
بڑھتا ہی رہے دردِ جگر شام و سحر اَور

واللہ مدینے بھی پہنچ جاؤ گے اک دن
ہو عشقِ محمد کی تڑپ دل میں اگر اور

اُس حُسنِ خداداد پہ قربان ہیں صابر
دل اور جگر اور نظر اور یہ سر اَور

○

حشر میں تھا سرنگوں میں فردِ عصیاں دیکھکر
لے لیا دامن میں آقا نے پشیماں دیکھکر

جھک گیا سجدہ میں کعبہ بجھ گئے آتش کدے
گر پڑے بُت جلوۂ خورشیدِ فاراں دیکھکر

کیا بساطِ ماہ و انجم ہے خجل خورشید بھی
آمنہ کے چاند کا روئے درخشاں دیکھکر

محوِ حیرت ہیں ملائک دم بخود ہیں انبیاء
عرش پر انسان کو خالق کا مہماں دیکھکر

والضحیٰ ۔ واللیل کی تفسیر آساں ہوگئی
شاہِ دیں کے عارض و گیسوئے پیچاں دیکھکر

ان کے اخلاق و فضائل کرتے ہیں واعظ بیاں
متنِ قرآں دیکھکر تفسیرِ قرآں دیکھکر

ہوگئیں پر نور آنکھیں دل مجلّا ہوگیا
سبز گنبد دیکھکر طیبہ کی گلیاں دیکھکر

میری تربت سے فرشتے مسکرا کر چل دیئے
شعلۂ عشقِ نبی دل میں فروزاں دیکھکر

خلد میں جانے سے رضواں روکتا کیا تاب تھی
ہٹ گیا ہاتھوں میں میرے ان کا داماں دیکھکر

لاکھ عصیاں کار تھا صابر مگر اللہ نے
مغفرت کردی شہِ دیں کا ثناخواں دیکھکر

قامِ حمد پہ مسند نشیں ہیں شاہِ حجاز — یہاں پہ کوئی نہ محمود ہے نہ کوئی ایاز

بنا کے آپ کو رب نے امینِ راز و نیاز — اٹھا دئے ہیں نظر سے تمام پردۂ راز

ہیں آپ اوّل و آخر ہیں ظاہر و باطن — ہیں آپ شاہد و مشہود۔ ظلِ آئینہ ساز

دی کلیم ہے کوئی خلیل کوئی مسیح — مگر حبیبِ خدا ہیں ہر ایک سے ممتاز

سولِ پاک کی عظمت کا کیا بیاں کیجئے — تمام رازِ دُروں ہیں تمام پردۂ راز

ڑا نہ جسمِ مطہر کا فرش پر سایہ — ہیں آپ ماہِ حرا آپ آفتابِ حجاز

نے گی سایۂ رحمت گنہگاروں پر — کھلے گی جب بھی قیامت میں انکی زلفِ دراز

یہ مانا دولتِ تقویٰ نہیں ہے پاس مگر — ثنا نگارِ نبی ہوں مجھے ہے اس پہ ناز

درِ حضور پہ پہنچے گا سر کے بل صابر
طلب کریں تو اسے شاہِ دیں بہ ناز و نیاز

○

بندے خدا کے آئیں رسول خدا کے پاس
ہر درد کی دوا ہے شہِ دوسرا کے پاس

پہنچے حضور عرش پہ رب العلےٰ کے پاس
حق نے کیا کلام نبی سے بُلا کے پاس

عرشِ بریں ہے زیرِ کفِ پائے مصطفےٰ
مسند رسولِ حق کی ہے ذاتِ خدا کے پاس

یوں عرش پر حضور نے دیکھا جمالِ رب
تھا ماسوا نہ آپ کے کوئی خدا کے پاس

اُمّت کو روزِ حشر مسرّت ہے اس لئے
امن و اماں سنا ہے شہِ دوسرا کے پاس

واعظ عذابِ قبر کی ہیں دھمکیاں عبث
ہوں نعت گو کریں گے شفاعت بلا کے پاس

اے کاش کہدیں مجھ کو نکیرین دیکھکر
ہے دولتِ ولائے نبی اس گدا کے پاس

یہ آرزو ہے صابرِ خستہ کی یا رسُول
ہو قبر اسکی آپ کی دولت سَرا کے پاس

○

ہے وہ خوش بخت کہ جس نے کیا آقا کو تلاش   ایسے بندوں کی ہوا کرتی ہے داتا کو تلاش

کرتی ہے حشر میں دنیا میری، مولا کو تلاش
شافعِ روزِ جزا خسروِ بطحا کو تلاش

جستجو زلفوں کی واللیل میں کرنے والے
شرحِ والفجر میں کر اس رُخِ زیبا کو تلاش

جستجو شافعِ محشر کی ہے یوں روزِ جزا
جس طرح کرتے ہیں بیمار مسیحا کو تلاش

شرمساری یہ کہے گی سرِ محشر سب سے
کیجیئے روزِ جزا حشر کے دولھا کو تلاش

عرصۂ دہر نہیں حشر کا میدان ہے یہ
آج بھی آپ کے سائے کی ہے دنیا کو تلاش

ہے میرے دل میں تمنّا کہ مدینہ جا کر
کروں سرکار کے میں نقشِ کفِ پا کو تلاش

ماہ طیبہ پہ ہے قربان ازل سے صابرؔ   کر رہا ہوں تہِ مدفن شہ بطحا کو تلاش

○

مہمانِ عرش آج ہیں رب کے حبیب خاص
رب کے مقربین ہیں ان کے نقیب خاص

رازِ دنیٰ رموزِ نہاں کردے عیاں
حق نے شہِ رُسُل کو بلا کر قریب خاص

ہم اس کے امتی ہیں جو مرکز ہے نور کا
روشن کیے گئے ہیں ہمارے نصیب خاص

یہ بات آئینہ ہے اطیعوا الرسول سے
ان کی رضا ہے طاعتِ رب مجیب خاص

اللہ کا خلیل ہے کوئی ، کوئی کلیم
لیکن میرے حضور ہیں رب کے حبیب خاص

خوبانِ دھر حسن میں بے مثل ہیں مگر
ہیں تاجدارِ عرش خدا کے حبیب خاص

امراضِ کفر و شرک جہاں میں ہوئے جو عام
خالق نے بھیجا ان کو بنا کر طبیب خاص

زائر بنوں میں روضۂ اقدس کا یا رسول
اک آرزو یہ رکھتا ہے صابر غریب خاص

○

وہ کون ہے جسے نہیں سرکار سے غرض
کونین کو ہے احمدِ مختار سے غرض
اُمّت کو ہے حضور کے زوّار سے غرض
ہر ذرّہ کو ہے آپ کے انوار سے غرض
ایماں ہے میرا آپ کی مدحت میرے حضور
رکھتا ہوں ہر دم آپ کے اذکار سے غرض
روضہ پہ اب بلائیے آنکھیں ہیں مضطرب
ہے مدتوں سے آپ کے دیدار سے غرض
ہوگا عیاں یہ ساری خدائی کو حشر میں
ہے انبیاء کو بھی شہِ ابرار سے غرض
صابرؔ ہوا ہے جب سے ثنا خوانِ مصطفٰے
رکھتی ہے خلق سب تیرے اشعار سے غرض

○

عشقِ رسولِ پاک ہے عشقِ خدا کی شرط
عشقِ خدا ہے الفت خیرالوریٰ کی شرط
عشقِ خدا ہے عشقِ حبیبِ خدا کی شرط
یہ ابتدا کی شرط ہے وہ انتہا کی شرط
عشقِ نبی ہے لازمی بخشش کے واسطے
اس میں دعا کی شرط نہ ہے کچھ دوا کی شرط
رحمت ہے عام آپ کی مخلوق پر حضورؐ
ہے نیک و بد شرط نہ ہے اتقا کی شرط
آساں ہے ساری عشقِ حقیقی کی منزلیں
حائل نہ ہو جو راہ میں صبر و رضا کی شرط
سجدے سے سر اٹھائیں گے روزِ جزا نہ آپ
اُمّت کی مغفرت ہے شہِ دوسرا کی شرط
خواہش اگر ہے یہ کہ ہو مقبول ہر دعا
اے دوست ہے وسیلۂ خیرالوریٰ کی شرط
صابرؔ درِ حضور پہ ہو جا کے جاں بحق
تکمیلِ عاشقی کے لئے ہے فنا کی شرط

○

کر چکی تھی جسے اپنے لئے قدرت محفوظ
ہے میرے دل میں وہی نورِ رسالت محفوظ

ذرّے ذرّے میں نظر آتے ہیں اس کو جلوے
جسکی نظروں میں ہو اس چاند کی صورت محفوظ
یوں تو دنیا میں نبی آئے ہزاروں لیکن
آپ کے حق میں رہی ختمِ نبوّت محفوظ
آدم و نوح و مسیحا کا سہارا کیسا
ہو گی نامِ شہِ بطحا سے ہر اُمّت محفوظ
بارِ عصیاں سے گنہگار نہ ہوں زار و ملول
ہم خطاکاروں کی خاطر ہے شفاعت محفوظ
حشر میں مجھ سے گنہگار کی عزّت آقا
ہے تری چشمِ کرم ہی کی بدولت محفوظ
سامنے جلوۂ سرکار ہو یا رب میرے
نزع کے وقت ہو آنکھوں میں وہ صورت محفوظ
لاج مجھ صابرِ خستہ کی الٰہی رکھنا
دمِ آخر رہے ایمان کی دولت محفوظ

○

ہیں قرباں آپ پر عشاق محبوب خدا شافع
قسیم حوضِ کوثر آپ ہیں یا مصطفےٰ شافع

شرف اپنے سوا سب پر خدا نے آپ کو بخشا
بنایا آپ کو خالق نے ساری خلق کا شافع

تعالیٰ اللہ یہ ہے رفعت و عظمت تعالیٰ اللہ
مقامِ حمد پر ہیں جلوہ فرما مصطفےٰ شافع

کہیں گے نفسی نفسی سب نبی آدم سے تا عیسیٰ
مگر آئیں گے بن کر مصطفےٰ روزِ جزا شافع

طوافِ روضۂ اقدس کا شائق ہوں میں مدت سے
خدارا کیجئے چشم کرم مجھ پر ذرا شافع

دعا ہے ربِّ اکبر سے یہی صبح و مسا میری
دمِ آخر رہے وردِ زباں یا مصطفےٰ شافع

درِ محبوبِ اقدس پر ہو صابرؔ جاں بحق یارب
نظر کے سامنے ہو سبز گنبد آپ کا شافع

ذکرِ شانِ مصطفےٰ سن سن کے ہیں دل باغ باغ
محفلِ میلاد میں ہیں اہلِ محفل باغ باغ

دینِ شاہِ دوسرا پر ہیں جو عامل باغ باغ
حشر میں گذریں گے وہ منزل بہ منزل باغ باغ

زائرانِ گنبدِ خضریٰ کی قسمت کے نثار
بارشِ ابرِ کرم سے ہوں کے بسمل باغ باغ

ہے ولائے مصطفےٰ دل میں تو آنکھوں میں ہے نور
حاجیوں کے قافلے ہیں نزدِ منزل باغ باغ

اپنی خوش بختی پہ نازاں کیوں نہ ہوں زوّار سب
جالیوں کو چوم کر ہیں دل میں سائل باغ باغ

تابِ موسیٰ میں نہ تھی اتنی کہ جلوہ دیکھتے
عرش پر ہو کر ہیں حضرت رب سے واصل باغ باغ

ہے کرم اللہ کا یہ مجھ پہ صابرؔ قادری
دینِ سرکارِ دو عالم پر ہوں میں عامل باغ باغ

○

روئے گدا ہے آپ کے دربار کی طرف
چشمِ کرم حضور ہو نادار کی طرف
کشتی رواں ہے بحر میں منجدھار کی طرف
ہے ناخدا کا رخ میرے سرکار کی طرف
ماہِ دو ہفتہ چاندنی شب میں ہوا دو نیم
جھک کر جو دیکھا مرکزِ انوار کی طرف
اس چشمِ نیم باز پہ قرباں ہزار جاں
اٹھے کرم کے ساتھ جو بیمار کی طرف
پاسِ ادب سے چومنا سنگِ درِ حضور
جا ملے ہے دل جو کوچۂ دلدار کی طرف
ہر آن سجدہ ریز سوئے حرم زمانہ ہے
روئے حرم ہے احمدِ مختار کی طرف
کلمہ رسول کا ہے جاری زباں پر
مرنے کے وقت منھ ہو دریار کی طرف
صابرؔ کو مغفرت کا نہ کیوں اپنی ہو یقیں
ہر دم نگاہ ہے شہِ ابرار کی طرف

خلّاقِ حسن کو ہے شہِ دوسرا سے عشق
یعنی خدائے عشق کو ہے مصطفیٰ سے عشق

ہو جس کو شوق یہ کہ ہو ربّ العلیٰ سے عشق
پیدا کرے وہ دل میں حبیبِ خدا سے عشق

وہ سر نہیں جو بابِ شہِ دیں پہ خم نہ ہو
وہ دل نہیں ہے جس میں نہ ہو مصطفیٰ سے عشق

وابستگانِ سرورِ کونین کو ہے ناز
اصحابِ مصطفیٰ سے ہے آلِ عبا سے عشق

دوں گا تہِ مزار نکیرین کو جواب
ہوں بندۂ خدا ہے شہِ دوسرا سے عشق

کہتے ہیں لوگ میرے جنازے کو دیکھ کر
صابرؔ تھا نعت گو تھا اسے مصطفیٰ سے عشق

○
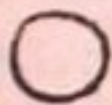
پہنچا نہ کوئی مرسل کردارِ محمد تک
دشوار رسائی ہے انوارِ محمد تک

جن و ملک و انساں سب محوِ زیارت ہیں
موقوف نہیں جلوے سرشارِ محمد تک

بے چین رہوں کب تک سرکار کی فرقت میں
یارب مجھے پہنچا دے دربارِ محمد تک

آلام سے ٹکرا لے کر دل میں طلب پیدا
اس طرح سے پہنچیگا دربارِ محمد تک

خیرہ نہ ہو کیوں آنکھیں جلوؤں کی لطافت سے
ضَو نورِ ازل کی ہے رخسارِ محمد تک

اے بادِ صبا میری روداد سنا دینا
جانا ہو اگر تیرا دربارِ محمد تک

آنکھوں میں لئے آنسو اور دل میں تڑپ انکی
جائے گا یہ دیوانہ سرکارِ محمد تک

مرنا غمِ دوری میں جینا میں سمجھتا ہوں
پہنچیں گے مسیحا کیا بیمارِ محمد تک

سرکار کی فرقت میں صابرؔ کا یہ عالم ہے
جاتا ہے پئے تسکیں زوّارِ محمد تک

○

عشقِ حبیبِ کبریا ذاتِ خدا سے مانگ
ایمان و اتّقاشہِ ہر دوسرا سے مانگ

قاسم بنا دیا انہیں معطیِ خلق نے
دونوں جہاں کی نعمتیں شاہِ ہدیٰ سے مانگ

پہلے درودِ پاک پڑھ اس کے حبیب پر
پھر دے کے ان کا واسطہ ربّ العلا سے مانگ

ہے چارہ سازِ بیکساں دربارِ مصطفٰےؐ
ہر درد کی دوا اسی دار الشفا سے مانگ

خاکِ درِ رسول ہے صد رشکِ کحلِ طور
آنکھوں کی روشنی اسی خاکِ شفا سے مانگ

کہتے ہیں روزِ حشر یہ آدم سے تا مسیح
عصیاں کی مغفرت شہِ روزِ جزا سے مانگ

ہے وابتغوا الیہ وسیلہ کی شرح یہ
دینِ ھدیٰ کی راہ صفِ اولیاؑ سے مانگ

صابرؔ تصوّرات میں طیبہ تک آ گیا
اب دل کا مدّعا درِ خیر الورا سے مانگ

○

جسے عشق کی ان کے دولت ہے حاصل
اسے دین و دنیا کی نعمت ہے حاصل

شفیع دو عالم ہیں وہ فضلِ رب سے
انہیں اختیارِ شفاعت ہے حاصل

کئے چاند دو نیم سورج کو پھیرا
حبیبِ خدا کو یہ قدرت ہے حاصل

خدا کی خدائی کے وہ راز داں ہیں
نہیں یہ کہ تنہا رسالت ہے حاصل

نکیرین کرتے ہیں تعظیم اس کی
جسے مصطفٰے کی محبت ہے حاصل

ثنائے نبی سن کے کہتے ہیں قدسی
ہمیں آج روحانی فرحت ہے حاصل

بڑھاتا ہوں دستِ طلب ان کی جانب
جنہیں دو جہاں کی حکومت ہے حاصل

کریں گے شفاعت نبی ان کی صابر
جنہیں نعت گوئی سے رغبت ہے حاصل

O

عین اسلام ہے عشقِ رُخ زیبائے رسول
نورِ ایماں کی علامت ہے تولائے رسول

پردہ در پردہ ہیں انوارِ الٰہی اس میں
سورۂ نور ہے یا صورتِ زیبائے رسول

غازۂ روئے ملک گردِ غبارِ طیبہ
سرمۂ اہل نظر خاکِ کفِ پائے رسول

نخلِ سدرہ، شجرِ طور و نہالِ طیبہ
ہیں ازل ہی سے نثارِ قدِ بالائے رسول

دی چراغِ یدِ بیضا نے بھڑک کر یہ صدا
شعلۂ طور بھی ہے شمعِ تجلّائے رسول

مسند آرائیِ معراج سے ثابت یہ ہوا
عرشِ اعظم بھی ہے دربارِ معلّائے رسول

نزع کے وقت یہ توفیق عطا ہو یا رب
لب پہ ہو حمد تیری سر میں ہو سودائے رسول

ہر نفس نعت کے نغموں کی صدا آتی ہے
قلبِ صابرؔ میں ہے وہ جوشِ تولّائے رسول

○

زہے وقار زہے عظمت وعلائے رسول
خدائے پاک بھی کرتا ہے خود ثنائے رسول

مقام حمد بنا ہے فقط برائے رسول
حریم عرش خدا ہے محل سرائے رسول
شہانِ دہر کی عزت ہو کیا مرے دل میں
خوش نصیب کہ ہوں میں بھی اک گدائے رسول
ہماری لوحِ جبیں ماہِ نیم ماہ بنے
ملے نصیب سے ہم کو جو خاکِ پائے رسول
ہیں رائیگاں ترے سجدے تمام اے زاہد
خدا کے ساتھ نہیں ہے اگر ولائے رسول
رہے حجاب میں موسیٰ سے طور کے جلوے
حریم قدس کے پردے اٹھے برائے رسول
نہ ہوگا ساتھ میں جب کچھ سوا گناہوں کے
کرے گا کون شفاعت۔ وہاں سوائے رسول

ضیاء کے فیضِ توجہ سے نام روشن ہے
نہاں ہے سینہ میں صابر میرے ضیائے رسول

ضَو فشاں ہے لامکاں تک رُوئے زیبائے رسول
ہے حریمِ قُدس میں شمعِ تجلّائے رسول

ظاہراً ہم صورتِ انساں ہے سُراپائے رسول
ہے مگر نورٌ علیٰ نورٍ سراپائے رسول

مرکزِ وحیِ خدا قلبِ مصفّائے رسول
معجزہ در معجزہ ہیں جملہ اعضائے رسول

مست ہیں اہلِ جناں سرشار ہیں کرّوبیاں
کوثر و تسنیم کیا ہیں یہ ہیں دریائے رسول

ان کی عظمت ان کی حشمت ہر گھڑی ہے اَوج پر
ہے فزوں امروز سے یوں روزِ فردائے رسول

اہلِ ایماں اہلِ تقویٰ اہلِ دل اہلِ خرد
رکھتے ہیں ہر امر میں ملحوظ منشائے رسول

ہو میسّر مجھکو قسمت سے جو طیبہ کا سفر
اپنے چہرے پر ملوں خاکِ کفِ پائے رسول

کاش مدفن کو میسّر ہو وہاں دو گز زمیں
مرکزِ انوار و رحمت ہے جو صحرائے رسول

روزِ محشر جب ہوئی رندوں میں صابرؔ کی تلاش
دامنِ رحمت سے لپٹا تھا وہ شیدائے رسول

○

حُسنِ روئے شش جہت ہے جانِ جاناں کا جمال
ہے عیاں ہر شے میں اُس مہرِ درخشاں کا جمال

تھا فصیحانِ عرب کو حُسنِ گویائی پہ ناز
وقفِ حیرت ہوگئے دیکھا جو قرآں کا جمال

ہے جبیں والشمس گیسو غیرتِ واللیل ہیں
والقمر ہے والضحیٰ ہے روئے تاباں کا جمال

روئے انور کے ہیں جلوے نجم و ماہ و مہر میں
اے تعالی اللہ یہ سلطانِ خوباں کا جمال

آپ کے قدموں نے بت خانے کو کعبہ کر دیا
رونقِ دیر و حرم ہے بدرِ فاراں کا جمال

ہے تنِ پر نور کا سایا نظر آنا محال
ہے جمالِ ذاتِ حق محبوب یزداں کا جمال

حشر میں بخشائشِ اُمّت کا ہے یہ اہتمام
سایہ افگن ہو شہِ رحمت بداماں کا جمال

کیا عجب صابرؔ کہ فیضانِ ثنا و نعت سے
قبر میں آئے نظر محبوبِ یزداں کا جمال

○

…نکل آیا جو چمکا جلوۂ روئے رسول — ہو گئی پُر نور شب بکھرے جو گیسوئے رسول

…ح اللہ و جمیل" مصحفِ روئے رسول — متنِ قرآنِ مبیں ہے خصلت و خوئے رسول

…یوسف پر زنانِ مصر تھیں سب شیفتہ — تھے مگر یوسف فدائے حسنِ دلجوئے رسول

…رحِ قرآنِ مبیں، تفسیرِ آیاتِ جمال — زلف و رخسار و جبین و چشم و ابروئے رسول

…تعظیم بھی ہے واجب و التکریم بھی — حضرتِ خالد سے پوچھو عظمتِ موئے رسول

…رحمت بن کے ہر عاصی کے سر پہ چھائینگے — حشر میں کھل جائیں گے جس وقت گیسوئے رسول

…دن پھر تڑپنا میرے دل کا دیکھنا — زندگی میں گر نہ دیکھا منظرِ کوئے رسول

…ہو ہنگامِ اجل اور آرہی ہوں ہچکیاں — لب پہ ہو کلمہ الٰہی اور نظر سوئے رسول

اس لئے پیارا ہے صابر مجھکو اپنا داغِ دل
اک یہی تو پھول ہے جس میں ہے خوشبوئے رسول

○

صاحبِ عزّ و شان ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کون و مکاں کی جان، محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ذکرِ خدا ہے قولِ خدا ہے حکمِ خدا ہے وحیِ خدا ہے
آپ کا ہر فرمان، محمد صلی اللہ علیہ وسلم

روزِ ازل سے لے کے ابد تک ساری خدائی پہ ہے بیشک
آپ کا ہر فیضان ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی نبی بس طور پہ پہنچا اور کسی کا جلوہ دیکھا
عرش پہ ہیں مہمان ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہے نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا خلق میں کوئی آپ کا ثانی
آپ ہیں وہ برہان ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عرش پہ جس کو رب نے بلایا رازِ خدائی جس کو بتایا
کون ہے وہ انسان ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سامنے ہو وہ بابِ رحمت پیش کریں گلہائے عقیدت
دل میں ہے یہ ارمان ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صابرِ خستہ لاکھ ہے عاصی کیا نہیں بخشش کو یہ کافی
نعت کا اک دیوان ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم

○

ئی برحق رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
ارِ فعِ محشر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

حُسنِ مکمّل نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم
فخرِ رسالت نازشِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم

مع ہدایت شارعِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
تم رسولاں رہبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

جس کا نہیں ہے کوئی مادیٰ جس کا نہیں ہے کوئی ملجا
اس کے ہیں مونس اسکے ہمدم صلی اللہ علیہ وسلم

کلیں اسکی کیونکہ نہ ہوں آساں کیوں نہ ہوں ایسر فضلِ یزداں
ں کا وظیفہ ہو یہی پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

اپنوں سے ہر آن محبت غیروں پہ ہر روز عنایت
رحمتِ عالم خلقِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم

یرے مولا میرے آقا قبر میں میری آئیں جس دم
رد زباں ہو میرے اس دم صلی اللہ علیہ وسلم

صابر کو روضہ پہ بلالو ارماں اس کے دل کا نکالو
تھام کے جالی وہ کہے پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

○

غیرتِ باغِ ارم دشت و بیابانِ حرم
جس کے بلبل ہیں ملائک وہ ہے بستانِ حرم

شمعِ بزمِ لم یزل ہے مہرِ خوبانِ حرم
تاجدارِ ملکِ اَوْ اَدنیٰ ہے سلطانِ حرم

رہ نہ جائے دل میں شوقِ دیدِ ایوانِ حرم
لے چل اے ذوقِ نظارہ سوئے بستانِ حرم

سر بسجدہ ہوں کبھی ہے سبز گنبد پر نگاہ
تیرے صدقے اے خیالِ ماہ تابانِ حرم

تیری رفعت پر تصدق تیری عظمت پر نثار
بڑھ گئی تیرے قدم سے عزت و شانِ حرم

جن کی ذاتِ پاک نے کعبہ کو کعبہ کر دیا
وہ ہیں سلطانِ مدینہ ہیں وہ سلطانِ حرم

ایک ہی جرعے میں اٹھ جائیں حجاباتِ نظر
میرے ساقی ہو عطا وہ جامِ عرفانِ حرم

صباؔ بو خستہ کی ہو مقبول یا رب یہ دعا
ہو میسّر اس کی تربت کو گلستانِ حرم

گر اذنِ حضوری ہو گر طیبہ نگر جاؤں
صد چاک جگر جاؤں با دیدۂ تر جاؤں

اے عشق مدینے میں یوں خاک بہ سر جاؤں
دیوانہ کہے ان کا مخلوق جدھر جاؤں
محبوب کے روضہ پر ہر شام و سحر جاؤں
محبوب کا در چوموں محبوب کے گھر جاؤں
ہاں اے سرِ شوریدہ وہ سامنے روضہ ہے
ملحوظ رہے لیکن حد سے نہ گزر جاؤں
جاں بخشِ مسیحا نے طیبہ میں بلایا ہے
ہر گام پہ جی اٹھوں ہر گام پہ مر جاؤں
گم کردۂ منزل ہوں حیران ہوں پریشاں ہوں
اے خضر کے آقا اب جاؤں تو کدھر جاؤں
طیبہ سے میں کیوں آؤں کیوں ٹھوکریں میں کھاؤں
کیوں آپ کی چوکھٹ پر سرکار نہ مر جاؤں

ہو چشمِ کرم شہ کی محشر میں جو اے صابر
لاریب سرِ میزاں میں سر سے گزر جاؤں

O

جامِ مئے کوثر ہاتھ میں ہے سرشارِ محمد آتے ہیں
کس شان سے بزمِ محشر میں میخوارِ محمد آتے ہیں

فردوس بکف دُنیا کو نظر دربارِ محمد آتے ہیں
انوارِ ازل ہمراہ لئے انوارِ محمد آتے ہیں

واللیل کی تابش زلفوں میں والفجر کے جلوے عارض میں
صد رشک مہ و خورشید نظر رخسارِ محمد آتے ہیں

پابوس ہیں سارے اہلِ وطن ہے رنگِ حرم گلشن گلشن
دل میں لئے جلوے روضے کے زوّارِ محمد آتے ہیں

اُس اہلِ نظر کا کیا کہنا کونین ہیں اس کی آنکھوں میں
در پردہ جسے ہر وقت نظر انوارِ محمد آتے ہیں

جنت ہیں مدینے کی گلیاں ہیں نخل و شجر باغِ رضواں
طیبہ میں ریاضِ خلد نظر گلزارِ محمد آتے ہیں

وہ لوگ ہیں اہلِ ایماں سب ہر بات میں جن کی ہم کو نظر
کردارِ محمد آتے ہیں اطوارِ محمد آتے ہیں

سرکار کی الفت نقش ہوئی یوں مرقد میں فرشتے کہہ اٹھیں
کیا بات ہے صابرؔ آپ نظر بیمارِ محمد آتے ہیں

○

نہ پوچھو مدینے میں کیا دیکھتا ہوں
یہیں قبلے کا قبلہ نما دیکھتا ہوں

فنا ہو کے شانِ بقا دیکھتا ہوں
محمد کو جلوہ نما دیکھتا ہوں

یہیں جلووں کا اک سلسلہ دیکھتا ہوں
رُخِ آفتابِ حرا دیکھتا ہوں

نبی سب صفاتِ خدا کے ہیں مظہر
انہیں عکسِ ذاتِ خدا دیکھتا ہوں

منقّش خدا کی قسم عرش پر بھی
شہِ دیں کے نَعلینِ پا دیکھتا ہوں

احد اور احمد میں حائل ہے جو شے
وہ پردہ بس اک میم کا دیکھتا ہوں

دکھاتے ہیں کچھ معجزے انبیاء نے
سراپا انہیں معجزہ دیکھتا ہوں

مقاماتِ خیر الوریٰ کچھ نہ پوچھو
تصوّر سے بھی ماورٰی دیکھتا ہوں

درِ شہ پہ جا کر کریں جبہہ سائی
ہر اک دل میں یہ وَلوَلہ دیکھتا ہوں

ثنائے نبی کا صلہ میں تو صابرؔ
تمنّا سے بھی کچھ سوا دیکھتا ہوں

○

تمہارے در پہ غمِ خوشگوار لایا ہوں
بطورِ تحفہ دلِ بے قرار لایا ہوں
ولائے نوشۂ عرش اقتدار لایا ہوں
میں عشقِ پنجتن و چار یار لایا ہوں
مثالِ رختِ سفر وردِ لب تھے جو ہر گام
حضور میں وہ درودوں کے ہار لایا ہوں
قدم قدم پہ کیے جس نے شکر کے سجدے
سرِ نیاز وہ اے تاجدار لایا ہوں
تیری جناب میں اے سلسبیل کے ساقی
سُرورِ دل کا نظر کا خمار لایا ہوں
جناں بدوش بہاروں کے تذکروں کی قسم
برنگِ لالہ دلِ داغدار لایا ہوں
شفیعِ روزِ جزا ہو یہ میرا ایماں ہے
میں سر پہ اپنے گناہوں کا بار لایا ہوں
دیارِ خسروِ خوبانِ خلد کا صابر
میں اپنی آنکھوں میں نقشہ اتار لایا ہوں

○

ازل سے ہے نہاں عشقِ محمدؐ میرے سینے میں
مزے لیتا ہوں مر مر کر حضوری کے میں جینے میں

اسے کیا خوف موجوں کا اسے کیا خوف طوفاں کا
بٹھایا جس کو جانِ نوح نے اپنے سفینے میں

عبیر و مُشک و عنبر میں نہ ہے گلزارِ جنت میں
جو خوشبو ہے شہنشاہِ دو عالم کے پسینے میں

ترے دربار میں ساقی ہیں رندان حرم پیاسے
شرابِ کوثر و تسنیم بھر دے آبگینے میں

ہر اک قطرہ ہو جس کا حاصلِ میخانۂ ہستی
تامل کیا ہو پھر اس بادۂ وحدت کے پینے میں

لیا آغوشِ رحمت میں اسے سرکار نے بڑھ کر
جو ڈوبا شرمِ عصیاں سے سرِ میزاں پسینے میں

مجھے تقدیر پر خود اپنے دل کی رشک آتا ہے
کہ ارمانِ زیارت دل میں ہے اور دل مدینے میں

زمانہ ان کا طالب ہے بقدرِ علم اے صابر
طلب میں فرق ہوتا ہے سلیقے میں قرینے میں

شرحِ والّیل وہ گیسوئے رسا ہیں کہ نہیں — سورۂ شمس میں وہ جلوہ نما ہیں کہ نہیں

نام منقوش ہے فردوس میں ہر سمت اُن کا — برگِ گل ہائے جناں کی وہ صدا ہیں کہ نہیں

پڑھ کے دیکھو تو ذرا کلمۂ طیّب دل سے — بعد ربِ خلق میں وہ سب سے سوا ہیں کہ نہیں

آئینہ میں بھی نہ عکسِ قدِ رعنا آیا — کہئیے بے مثل شہنشاہِ دنیٰ ہیں کہ نہیں

جا نہیں کوئی سدرہ سے آگے لیکن — جلوہ فرما وہ سرِ عرشِ علےٰ ہیں کہ نہیں

حسنِ یوسف یہ تجھے قربانِ حسینانِ جہاں — اور یوسف شہِ بطحا پہ فدا ہیں کہ نہیں

شرحِ لولاک لما پڑھ کے ذرا غور کرو — آپ تخلیقِ دو عالم کی بنا ہیں کہ نہیں

حشر کا ہے یہی مقصد کہ عیاں ہو سب پہ — انبیاء آپ ہی کے زیرِ لوا ہیں کہ نہیں

میرے اشعار سے آئینہ ہے یہ اے صابرؔ
میری تخئیل میں وہ جلوہ نما ہیں کہ نہیں

○

بڑا کرم شہِ والا تبار کرتے ہیں
کہ مجھ غلام کو اپنا شمار کرتے ہیں

زمانہ ان کو سمجھتا ہے زندۂ جاوید
جو اُن کی راہ میں خود کو نثار کرتے ہیں

جو اُن پہ پڑھتے ہیں صبح و مسا درود و سلام
فضائے دہر کو وہ خوشگوار کرتے ہیں

کبھی درود کبھی ہے سلام وِردِ زباں
ہم ان کی یاد کو یوں استوار کرتے ہیں

کوئی ہے زُہد پہ نازاں تو کوئی طاعت پر
تلاش ہم کرم کردگار کرتے ہیں

ہیں یادِ روضۂ انور میں اشکبار جو ہم
نثار گوہرِ ابرِ بہار کرتے ہیں

دکھا دے ہم کو بھی روضہ حضور کا یا رب
دعائیں ہم یہی لیل و نہار کرتے ہیں

مَلول کیوں ہو گناہوں سے صابرِؔ عاصی
خطا معاف شہِ باوقار کرتے ہیں

٭

بزمِ میلادِ نبی میں جب کبھی جاتا ہوں میں
گلشنِ نعتِ نبی کے پھول برساتا ہوں میں

دردِ عشقِ مصطفےٰ جب قلب میں پاتا ہوں میں
اپنی خوش بختی پہ نازاں ہو کے اتراتا ہوں میں

جستجوئے نقشِ پا میں ہر طرف جاتا ہوں میں
کس مزے سے در بدر کی ٹھوکریں کھاتا ہوں میں

بادہ کوثر لبِ تسنیم یوں پاتا ہوں میں
ساقیٔ کوثر پلاتے ہیں پیئے جاتا ہوں میں

رحمت اللعالمیں کی بارگاہِ عشق ہیں
بارِ عصیاں دوش پر اپنے لئے جاتا ہوں میں

سبز گنبد کی سنہری جالیوں کو چوم کر
ان کے جلوؤں میں خدا شاہد ہے کھو جاتا ہوں میں

اور ہیں وہ جن کو ہو گی آرزو فردوس کی
شوقِ دیدارِ نبی دل میں لئے جاتا ہوں میں

عہد و پیماں مجھ سے اے صابرؔ نہ پورے ہو سکے
پیشِ داورِ حشر میں جانے سے شرماتا ہوں میں

فرشتے ارض پہ کیوں صبح و شام آتے ہیں
درِ حضور پہ بہرِ سلام آتے ہیں
لئے نظر میں درود و سلام آتے ہیں
تیرے غلام با ایں اہتمام آتے ہیں

یہ جن و انس یہ حور و ملک تمہارے در پر
پئے حصولِ فیوضِ دوام آتے ہیں
درِ حضور پہ جلوؤں کی آرزو لے کر
غمِ فراق کے مارے تمام آتے ہیں

ہجومِ شوق کی دنیا لئے ہوئے دل میں
تمہارے در پہ تمہارے غلام آتے ہیں
مئے الست جہاں صبح و شام بٹتی ہے
سبُو بکف وہیں سب تشنہ کام آتے ہیں

انوکھا ساقی ہے اور میکدہ انوکھا ہے
نگاہیں اٹھتی ہیں گردش میں جام آتے ہیں
ہنوز راز یہ سربستہ راز ہے صابر
پیامی کون ہے کس کے پیام آتے ہیں

○

تھی شبِ اسریٰ یہ شانِ رحمت اللعالمیں
تھا خدا خود میزبانِ رحمت اللعالمیں
مرغِ سدرہ نغمہ خوانِ رحمت اللعالمیں
حور و غلماں خادمانِ رحمت اللعالمیں
ربّ کا فرماں ہے بیانِ رحمت اللعالمیں
ترجمانِ حق زبانِ رحمت اللعالمیں
اقتدارِ لامکاں معراج میں ظاہر ہوا
اصل میں ہے وہ مکانِ رحمت اللعالمیں
متنِ قرآں۔ والضحےٰ، والفجر وطٰہٰ والقمر
ہیں رخ و خال و دہانِ رحمت اللعالمیں
کعبہ! جولاتِ و ھبُل کا مدّتوں مرکز رہا
شکرِ حق ہے اب نشانِ رحمت اللعالمیں
اس تصور ہی میں یا رب جاں بحق ہو جاؤں میں
ہے یہ سر اور آستانِ رحمت اللعالمیں
بن گیا دیوانِ صابرؔ بالیقیں جامِ طہورؔ
تھا جو صابرؔ مداح خوانِ رحمت اللعالمیں

کوئے رسول چھوڑ کر خلد سے لَو لگائے کون
دل کا سکون ہے یہاں پھر اس گلی سے جائے کون

جزمہِ البطحی لقب مجھکو پسند آئے کون
یوسفِ ہاشمی کے بعد دل میں میرے سمائے کون

آپ گدا نواز ہیں آپ ہی کارساز ہیں
آپ کے ہوتے یا نبی بگڑی میری بنائے کون

سب کے ہیں ختم سرِ نیاز در پہ تمہارے چارہ ساز
کعبۂ جان و دل ہو تم اپنی جبیں اٹھائے کون

بحرِ حوادثات میں آہ سفینہ غرق ہے
دونوں جہاں کے ناخدا تیرے سوا ترائے کون

معطیِ خلق ہے خدا قاسمِ کُل ہیں مصطفےٰؐ
دونوں جہاں کی نعمتیں ان کے بغیر پائے کون

صابرِ بے نوا کی ہے غوثِ کریم پر نظر
تا درِ مصطفےٰؐ اسے دیکھئے لے کے جائے کون

○

مدینے کی فضا ہے اور میں ہوں　　در جنت کھلا ہے اور میں ہوں

میرا ذوق ولا ہے اور میں ہوں
ولائے مصطفےٰ ہے اور میں ہوں

تصور میں ہے ان کا روئے روشن
زباں پر والضحیٰ ہے اور میں ہوں

ہوں واللیل اذا یغشیٰ کی دھن میں
تیری زلف دوتا ہے اور میں ہوں

سر محفل فرشتے ہمنوا ہیں
ثنائے مصطفےٰ ہے اور میں ہوں

میرے سجدوں کو ہے معراج حاصل
درِ شاہِ ھُدیٰ ہے اور میں ہوں

اُدھر ہے روضۂ اقدس تمہارا
اِدھر دستِ دعا ہے اور میں ہوں

اُدھر سے ہیں عطاؤں پر عطائیں
اِدھر دامن میرا ہے اور میں ہوں

بلالو در پہ صابر کو شہ دیں　　یہی اک مدعا ہے اور میں ہوں

○

کہتی ہے نظر شائقِ دیدارِ نبی ہوں
ہے دعوئ دل مرکزِ انوارِ نبی ہوں

مصروفِ ثنا خوانیِ دربارِ نبی ہوں
تقدیر پہ نازاں ہوں پرستارِ نبی ہوں

قرآں کی تلاوت میں ہوں مشغول سحر سے
ہاتھوں میں لئے مصحفِ رخسارِ نبی ہوں

خود رفتہ ہوں لیکن ہوں ادب دانِ محبت
اللہ کا دیوانہ ہوں ہوشیارِ نبی ہوں

ہوں بخششِ عصیاں کا سرِ حشر طلبگار
نازاں ہوں کہ میں غاشیہ بردارِ نبی ہوں

ہر داغ جگر سے میرے آتی ہیں صدائیں
اللہ رے قسمت گلِ گلزارِ نبی ہوں

سر رکھ دوں درِ پاک پہ جاں نذر گزاروں
قسمت سے جو حاضر سرِ دربارِ نبی ہوں

کیا پوچھتے ہو مسلک و مشرب میرا زندو
میں بادہ کشِ ساغرِ سرشارِ نبی ہوں

کیوں ناز نہ ہر دم ہو مجھے بخت رسا پر
صابرؔ ہوں میں صابر سگِ دربارِ نبی ہوں

میری قسمت میں اگر جنت نہیں کچھ غم نہیں
آستانِ مصطفےٰ بھی خلد سے کچھ کم نہیں

جز شہِ کونین۔ محبوبِ خدا۔ ختمِ رسل
عالمِ امکاں میں کوئی مرسلِ اعظم نہیں

ماسوائے نوشۂ قوسین و سلطانِ دنیٰ
خلوتِ خلاقِ عالم کا کوئی محرم نہیں

نفسی نفسی کی صدائیں آرہی ہیں حشر میں
جز شہِ لولاک کوئی مونس و ہمدم نہیں

بے خودی میں ہے طہورِ خلد کی مجھکو تلاش
جام کوثر کی طلب ہے ذوقِ جامِ جم نہیں

جس کے ہاتھوں میں ہے دامانِ شہِ روزِ جزا
اپنی بخشش کا اسے کچھ غم نہیں کچھ غم نہیں

یارسول اللہ جلووں سے مشرف کیجئے
جانکنی کا وقت ہے آنکھوں میں باقی دم نہیں

کیوں غمِ عصیاں سے صابرؔ اس قدر ہے تو ملول
حشر میں کیا تیرے مونس رحمتِ عالم نہیں

○

جہانِ عشق میں جو عبدِ مصطفےٰ ابھی نہیں
خدا گواہ کہ وہ بندۂ خدا بھی نہیں

رسولِ پاک کی عظمت کا پوچھنا کیا ہے
خدا نہیں ہیں خدا سے مگر جُدا بھی نہیں

اُلوہیت میں وہ یکتا تو عبدیت میں حضور
مثالِ رب بھی نہیں مثلِ مصطفےٰ بھی نہیں

نظر میں مثلِ کفِ دست سارے عالم ہیں
کسی کا حالِ نہاں آپ سے چھپا بھی نہیں

ہیں آپ واقفِ اسرارِ خلوت و جلوت
شرف یہ اور نبی کو عطا ہوا بھی نہیں

تمہارا نقشِ کفِ پا نظر سے کیا گزرا
میری نگاہ میں اب کوئی آئینہ بھی نہیں

مراد مل گئی کہتے ہی یا رسول اللہ
زباں سے صرفِ تمنا ادا ہوا بھی نہیں

ہوں بے نیاز میں دنیا سے جز شہِ بطحا
سوا حضوری کوئی دل میں مدعا بھی نہیں

شفیعِ حشر کا دامن ہے ہاتھ میں صابر
غمِ حسابِ قیامت مجھے ذرا بھی نہیں

○

میں نعتِ نبی کی صداؤں میں گم ہوں
عجب روح پرور فضاؤں میں گم ہوں

نگاہوں میں جلوہ خیالوں میں جلوہ
مدینے کی جلوہ سراؤں میں گم ہوں

مدینے میں دل ہے مدینہ ہے دل میں
مدینے کی رنگیں اداؤں میں گم ہوں

تصوّر میں ہے اپنے طیبہ کی گلیاں
میں اُن گلبداماں ہواؤں میں گم ہوں

تصوّر میں ہی محو رہنے دو مجھ کو
کسی کی خیالی اداؤں میں گم ہوں

مَلک سن کے نعتِ نبی وَجد میں ہیں
میں صلِّ علیٰ کی نداؤں میں گم ہوں

ہے یارب یہ ارماں مدینہ پہنچ کر
وہاں کے مقدّس گداؤں میں گم ہوں

ہے زلفوں کا ان کی تصوّر جو صابرؔ
مدینے کی کالی گھٹاؤں میں گم ہوں

ہے آرزو کہ مقدر کو نوڑ بار کریں
نبی کے در پہ عقیدت کے گل نثار کریں

نگاہِ شوق کو جلووں سے ہمکنار کریں
کریں اور آپ کا دیدار بار بار کریں

وقار و عظمتِ دیر و حرم تڑپ اٹھے
کچھ اس ادا سے ترے در پہ جاں نثار کریں

خزاں رسیدہ چمن میں بہار آ جائے
جو چشم لطف شہنشاہِ ذی وقار کریں

جہاں بھی نقش قدم دیکھ لیں شہِ دیں کا
سرِ نیاز وہیں خم یہ خاکسار کریں

نہاں ہے کون سی شئے آپ سے شہِ والا
کہ غم نصیب بیاں اپنا حالِ زار کریں

وہ دیکھ لیں گے درود و سلام کا اعجاز
میرے گناہ ملائک اگر شمار کریں

ملا ہے ساغرِ حُبِّ رسول جب صابر
ہم اپنی ذات پہ پھر کیوں نہ افتخار کریں

○

عشقِ سرور نہیں، تو کچھ بھی نہیں
یہ میسّر نہیں، تو کچھ بھی نہیں

عشقِ شاہنشہِ مدینہ میں
دیدۂ تر نہیں تو کچھ بھی نہیں

دل میں جلوے انہیں ہیں لیکن
قلب مضطر نہیں تو کچھ بھی نہیں

لاکھ سجدے کئے تصوّر میں
اُن کے در پر نہیں تو کچھ بھی نہیں

لاکھ عالم ہو لاکھ فاضل ہو
دینِ حق پر نہیں تو کچھ بھی نہیں

زہد و تقویٰ ہیں سارے بے معنیٰ
دل منوّر نہیں تو کچھ بھی نہیں

نقشِ پائے حضور پر قرباں
جان و دل سر نہیں تو کچھ بھی نہیں

زندگی کی تمام راہوں میں
آپ رہبر نہیں تو کچھ بھی نہیں

سر پہ محشر میں جن کے اے صابر
ظلِّ سرور نہیں تو کچھ بھی نہیں

ازل سے دل میں عشقِ شاہِ ذیشان لے کے آیا ہوں
مقدر سے متاعِ دین و ایماں لے کے آیا ہوں
ولائے اہلِ بیت و چار یاراں لے کے آیا ہوں
سکونِ روح و تسکینِ دل و جاں لے کے آیا ہوں

گیا کرتے ہیں قدسی خ ــ روبی جسکی پلکوں سے
نگاہوں میں مدینے کی وہ گلیاں لے کے آیا ہوں
گیا تھا میں تہی دامن درِ سرکار پر لیکن
گلِ مقصود سے پُر جیب و داماں لے کے آیا ہوں

درِ سرکار کو چوموں رخِ سرکار کو دیکھوں
وہ ارماں لے کے پہنچا تھا یہ ارماں لے کے آیا ہوں
یقیں ہے تیری رحمت پر مجھے اے شافعِ محشر
یہ مانا دوش پر میں بارِ عصیاں لے کے آیا ہوں

فرشتو پوچھتے کیا ہو میرا مسلک میرا مشرب
میں توحید و رسالت جلوہ افشاں لے کے آیا ہوں
مجھے حاصل ہے ذوقِ مدحتِ سرکار اے صابر
بہ الفاظِ دگر بخشش کا ساماں لے کے آیا ہوں

○

ہمیں کاش سرکارِ اقدس بلائیں کوئی جائے پیروں سے ہم سر سے جائیں
انہیں اپنا ہر داغ سینہ دکھائیں نگاہوں سے غم کا فسانہ سنائیں

کبھی سبز گنبد پہ نظریں بچھائیں کبھی ان کے روضہ کے قربان جائیں
کبھی خاکِ طیبہ کا سرمہ بنائیں کبھی رخ کا غازہ بنا کر لگائیں

خدا اُن پہ شیدا خدائی ہے قرباں زمین و زماں انکے ہیں زیرِ فرماں
ملا اُن کے صدقے ہمیں نورِ ایماں چھٹیں کفر کی انکے دم سے گھٹائیں

زمیں پر نہ سایہ پڑا جن کا ہمدم مگر زیرِ سایہ ہیں انکے دو عالم
خدا کی قسم وہ ہیں نورِ مجسم ہیں یہ انکے جلووں کی ساری ضیائیں

ہیں والیل گیسو تو والشمس چہرہ ادھر لطفِ شب ہے ادھر ہے سویرا
گھٹاؤں کا زلفِ مقدس نظارا فضاؤں میں پھیلی ہیں رخ کی ضیائیں

اسی در پہ جھکتی ہے ساری خدائی اسی در سے قسمت ہر اک نے بنائی
اسی در پہ ہے بیکسوں کی رسائی کہیں اور جائیں ہماری بلائیں

جہاں نفسی نفسی کہیں گے پیمبر نہ ہوگا سوا آپ کے کوئی دلبر
وہاں اپنے صابر کو اے بندہ پرور یہ حسرت ہے دامن میں اپنے چھپائیں

○

یب خالقِ ارض و سما ہیں سرورِ دیں
ں ہے خلق میں انکی مثال کوئی نہیں

نصیب جس کو ہوا قربِ شاہ عرش نشیں
وہ تاجدارِ فلک ہے وہ شہریارِ زمیں

خیال دل میں ہے جلوہ نظر میں ہے ان کا
تصوّرات کی دنیا ہے دوست کتنی حسیں

جہانِ عشق میں معراج اس کو کہتے ہیں
درِ حبیب پہ ہو جائے سجدہ ریز جبیں

جنونِ عشق یوں ہی چل دیارِ یار کی سمت
ملیں گے خضر اسی راہ میں کہیں نہ کہیں

ولائے سرورِ بطحا نصیب ہو جس کو
وہ قلب رہ نہیں سکتا قسم خدا کی حزیں

یہ معجزہ ہے شہنشاہِ دین و دنیا کا
پلک نہ جھپکی کہ دیکھ آئے جا کے عرشِ بریں

نکل رہا ہے جو میری زباں سے اے صابر
ہے اپنا جذبۂ ایماں ہیں اپنے دین و یقیں

○

اے ماہِ دیں مہرِ زمن گاہے نظر بر من فگن
عینِ جمالِ ذو المنن گاہے نظر بر من فگن
ہے ہر نفس تیری لگن گاہے نظر بر من فگن
تجھ پر فدا ہر موئے تن گاہے نظر بر من فگن

اے دستگیرِ بیکساں سوئم نظر حالت بہ بیں
ہوں کشتۂ رنج و محن گاہے نظر بر من فگن

ہیں زشت گو میرے عمل لطفِ مجسّم آپ ہیں
ہو جائیں سب کارِ حسن گاہے نظر بر من فگن

دیدارِ باغِ طیبہ سے حاصل سکوں اس دل کو ہو
آنکھوں میں ہو نوری کرن گاہے نظر بر من فگن

دشتِ حرم کے خار سے تلوے میرے گلزار ہوں
ہوں سوئے طیبہ گامزن گاہے نظر بر من فگن

یہ صابرِ خستہ جگر ہے ملتجی شام و سحر
بہرِ جنابِ پنجتن گاہے نظر بر من فگن

○

کو دیکھنے والے خدا کو دیکھ لیتے ہیں
ں قسمت کے دھنی جو مصطفیٰ کو دیکھ لیتے ہیں

نظر میں سبز گنبد ہے مدینہ اپنا سینہ ہے
بوقتِ سجدہ ان کے نقشِ پا کو دیکھ لیتے ہیں

رسے چوم لیتے ہیں اسے ہم جوشِ الفت میں
ں بھی نقش پائے مصطفیٰ کو دیکھ لیتے ہیں

نگاہوں سے پلا دیتے ہیں وہ آبِ بقا اس کو
نظر سے جس مریض لا دوا کو دیکھ لیتے ہیں

میوسی پہ اس کی ایک عالم فخر کرتا ہے
گاہِ لطف سے وہ جس گدا کو دیکھ لیتے ہیں

تصور گنبدِ خضرا کا ہے تسکین کا باعث
کہیں بھی ہوں مدینہ کی فضا کو دیکھ لیتے ہیں

سے آغوشِ رحمت میں چھپا لیتے ہیں وہ فنا بر
مجھ سے عاجز دبے دست و پا کو دیکھ لیتے ہیں

ساحل کی جستجو ہے نہ منزل کی آرزو —— ہم مرمٹیں حضور پہ ہے دل کی آرزو

طالب ہے بارگاہِ رسالت مآب کا
کتنی حسیں ہے دیدۂ بسمل کی آرزو

امسال بھی زیارتِ طیبہ نہ ہو سکی
دل ہی میں گھٹ کے رہ گئی پھر دل کی آرزو

میری مجال کیا جو کروں عرضِ مدّعا
وہ خوب جانتے ہیں میرے دل کی آرزو

ہر ہر قدم پہ شکر کے سجدے ادا کرے
ہر گام ہے یہ رہروِ منزل کی آرزو

حسرت ہے بادہ نوشوں کو عرفاں کے جام کی
لیکن مجھے ہے ساقئ محفل کی آرزو

آغوش وا کریں گے یقیناً وہ حشر میں
لائے گی رنگ روزِ جزا دل کی آرزو

کافی ہے اس کو سایۂ دامانِ مصطفےٰ
اس کے سوا نہیں کوئی سائل کی آرزو

عشقِ رسولِ پاک میں ہو جاؤں جاں بحق —— یارب یہی ہے صابرِ بسمل کی آرزو

مئے توحید سے جو بے خود و مدہوش نہ ہو
وہ بھی کیا رند ہے جو میکدہ بردوش نہ ہو

ساقیٔ روزِ ازل ایسی پلا دے مجھ کو
تا ابد دل سے ترا عشق فراموش نہ ہو

ایک موسیٰ ہی نہیں ساری خدائی تیری
کیسے ممکن ہے تجھے دیکھ کے بیہوش نہ ہو

زندگی یوں ہی گزر جائے تمنا ہے میری
سر ہو چوکھٹ پہ تری اور مجھے ہوش نہ ہو

جلوہ فرما ہی رہیں آئینۂ دل میں میرے
قلب سے ان کا تصور کبھی روپوش نہ ہو

غمِ عصیاں سے ہیں ہم حشر میں جو زار و ملول
قلزمِ رحمتِ سرکار کو کیوں جوش نہ ہو

نعت گوئی کی تمنا ہے الٰہی تا زیست
ہو زباں ایسی عطا جو کبھی خاموش نہ ہو

جس کا دنیا میں رہا والہ و شیدا صابرؔ
حشر کے روز وہ کیوں میرا خطاپوش نہ ہو

ہیں ختم المرسلیں آقا رسالت ہو تو ایسی ہو

ملا محبوب کا رتبہ فضیلت ہو تو ایسی ہو

اشارے سے قمر ٹکڑے ہوا سورج پلٹ آیا

حکومت ہو تو ایسی ہو اطاعت ہو تو ایسی ہو

کفِ بوجہل میں گویا ہیں از خود بے زباں پتھر

گواہی ہو تو ایسی ہو شہادت ہو تو ایسی ہو

ہدایت کی دعا دیتے ہیں اعداء کے ستم سہہ کر

مروّت ہو تو ایسی ہو عنایت ہو تو ایسی ہو

بھریں دامانِ سائل اور خود نانِ جویں کھائیں

سخاوت ہو تو ایسی ہو قناعت ہو تو ایسی ہو

بنا کر ان کا نقشہ حسنِ معنیٰ خود پکار اٹھا

سراپا ہو تو ایسا ہو جو صورت ہو تو ایسی ہو

حریمِ خاص میں نازِ دنیازِ عشق کیا کہیے

جو جلوت ہو تو ایسی ہو جو خلوت ہو تو ایسی ہو

گزاری عشقِ محبوبِ خدا میں زندگی صابرؔ

کسی کو اپنے آقا سے محبت ہو تو ایسی ہو

ر محفل یہ ہر منزل جہاں میں جلوہ زا تم ہو
ھر یا مصطفےٰ تم ہو اُدھر یا مصطفےٰ تم ہو

مسیحائے زماں تم ہو دوائے لا دوا تم ہو
میرا ایمان ہے ہر چشمِ بینا کی ضیا تم ہو

رے بعد اب کوئی نبی آئے نہیں ممکن
دی مُہر یہ رب نے کہ ختم الانبیاء تم ہو

تمہارے ارتقا کو عقلِ انساں پا نہیں سکتی
زمیں سے عرش تک اک سلسلہ معراج کا تم ہو

رے جسم کا سایا نظر پھر کس طرح آئے
ر کبریا، ظلِّ خدا سر تا بہ پا تم ہو

کہاں تک دردِ فرقت میں گزاروں یا رسول اللہ
بلا لو اب مدینے چارہ سازِ بے نوا تم ہو

ں گے حشر میں سب دیکھ کر حضرت کی امت کو
در کے دھنی وابستگانِ مصطفےٰ تم ہو

مجھے ہے ناز اے صابر براری اپنی قسمت پر
کہ سب کہتے ہیں مدّاحِ حبیبِ کبریا تم ہو

میری نظر میں نورِ فروزاں تمہی تو ہو
روزِ ازل سے قلب میں مہماں تمہی تو ہو

صبر و قرارِ قلبِ پریشاں تمہی تو ہو
دل کا سکون درد کا درماں تمہی تو ہو

تخلیقِ شش جہات تمہارے سبب ہوئی
مخلوقِ شش جہات کا ارماں تمہی تو ہو

جس کی ضیا سے ہو گئیں کافور ظلمتیں
وہ رشکِ مہر نیّرِ تاباں تمہی تو ہو

جلوہ فشاں ہیں عرش پہ جن کے نقوشِ پا
وہ نورِ حق بصورتِ انساں تمہی تو ہو

آنے کو یوں تو آئے ہزاروں نبی مگر
محبوبِ رب و ختمِ رسولاں تمہی تو ہو

سینہ میں طیبہ۔ طیبہ میں جلوہ نما ہو تم
ہر آن میرے ذوق کا ساماں تمہی تو ہو

رضواں یہ کہہ کے خلد میں صابرؔ کو لے چلا
محبوبِ کبریا کے ثنا خواں تمہی تو ہو

تمام عمر شہِ بحر و بر کی بات کرو
ہمارے سامنے خیر البشر کی بات کرو

چراغِ طور نہ برق و شرر کی بات کرو
جلالِ صاحبِ شقّ القمر کی بات کرو

ہے گیسوؤں کا تصوّر کبھی رخِ شہ کا
سوادِ شام کی نورِ سحر کی بات کرو

وہ آستانہ جو ہے سجدہ گاہِ جن و ملک
خدا کے واسطے اس سنگِ در کی بات کرو

بہارِ طیبہ کی نزہت ہے میری آنکھوں میں
وہیں کے کوچہ و دیوار و در کی بات کرو

ازل سے کشتۂ نازو نیاز ہیں ہوں مسیح
ذرا تو مرہمِ زخمِ جگر کی بات کرو

عجب نہیں کہ بلالیں ہمیں شہِ بطحا
تصوّرات میں زادِ سفر کی بات کرو

سناؤ کچھ شبِ اسرار کا ماجرا ضیاؔ
کمالِ رفعتِ خیر البشر کی بات کرو

ز ہے شانِ خیر الانام اللہ اللہ
خدا بھیجتا ہے سلام اللہ اللہ

نماز و اذاں ہو کہ کلمہ ہو سب میں
ہے شامل محمد کا نام اللہ اللہ

یہاں بھی وہاں بھی اِدھر بھی اُدھر بھی
غرض ان کی رحمت ہے عام اللہ اللہ

حبیبِ خدا بھی ہیں ختم رُسُل بھی
نبوّت کے ماہِ تمام اللہ اللہ

تصوّر سے بھی ہے جو ارفع و اعلیٰ
ہے سرکار کا وہ مقام اللہ اللہ

غریبوں کے والی ہیں بیکس کے حامی
محمد علیہ السّلام اللہ اللہ

ہراساں ہوں کیوں اہل محشر کہ آئے
وہ بخشش کا لے کر پیام اللہ اللہ

کرم ہے انہی کا یہ سب مجھ پہ صابرؔ
ہوں مدّاحِ خیر الانام اللہ اللہ

○

اُغِثنی سرورِ عالم اغثنی یارسول اللہ
حبیبِ خالقِ اکرم اغثنی یارسول اللہ

غم و آلام ہیں اور ہم اغثنی یارسول اللہ
مٹا دو ہر غم پیہم اغثنی یارسول اللہ

گرفتارِ مصائب ہوں گھرا طوفانِ غم میں ہوں
زمانہ مجھ سے ہے برہم اغثنی یارسول اللہ

سناؤں حالِ دل کس کو دکھاؤں زخمِ دل کس کو
کوئی مونس نہ ہے ہمدم اغثنی یارسول اللہ

تمہارے آستانہ پر ہیں اکثر ناصیہ فرسا
جبینِ شوق و چشم نم اغثنی یارسول اللہ

مدینے میں طلب فرمایئے بہرِ خدا مجھ کو
نہیں ہے تاب ضبطِ غم اغثنی یارسول اللہ

دل مجبور رہتا ہے ہر دم وقفِ کیفِ دریٔ طیبہ
لیے ہے یہ دردِ غم پیہم اغثنی یارسول اللہ

لحد میں دیکھ لوں گا میں رُخِ پرنور جی بھر کر
دکھا دو جلوہ کم از کم اغثنی یارسول اللہ

تمہارے شربتِ دیدار کی ہے تشنگی شاہا
نہیں ہے ذوقِ جامِ جم اغثنی یارسول اللہ

تمہارے نعت گو صابرؔ براری کی یہ حسرت ہے
درِ اقدس پہ ٹوٹے دم اغثنی یارسول اللہ

○

نُور کی صورت ہے یا صورت تمہاری واہ واہ
خود ثنا خواں ہے تمہاری ذاتِ باری واہ واہ

اُمّتِ عاصی کے غم میں اشکباری واہ واہ
اپنی اُمّت آپ کو کتنی ہے پیاری واہ واہ

واہ رے قدرت نمائی مہد میں لیٹے ہوئے
چاند سے کھیلے بہ عہدِ شیر خواری واہ واہ

میزبانِ دو جہاں نانِ جویں تیری غذا
تا اَبَد مہمان ہے مخلوق ساری واہ واہ

تیری اُمّت کے گناہوں کو چھپایا رب نے خود
کس قدر ہے رب کو تیری پاسداری واہ واہ

تم ہو محبوبِ خدا تم ہو امام الانبیاء
کیوں نہ ہو خیر الاُمَم اُمّت تمہاری واہ واہ

کر دئے جذبات اپنے نعت میں سارے رقم
واہ مدّاحِ نبی صابرؔ براری واہ واہ

ورشیدِ رسالت وہ چمکا سبحان اللہ سبحان اللہ
رحمت کی وہ دیکھو چھائی گھٹا سبحان اللہ سبحان اللہ

خ مصحفِ حق۔ قد بے سایا سبحان اللہ سبحان اللہ
بے مثل ہیں شاہِ ارض و سما سبحان اللہ سبحان اللہ

یا جو اشارہ آقا کا دو ٹکڑے اسی دم چاند ہوا
ڈوبا ہوا سورج بھی پلٹا سبحان اللہ سبحان اللہ

یں آپ دو عالم کے ہمدم ہیں آپ سراپا لطف و کرم
ہیں آپ خدائی میں یکتا سبحان اللہ سبحان اللہ

یں آپ امینِ خلد و جناں ہیں آپ مکینِ کون و مکاں
ہیں آپ حبیبِ ربِّ علا سبحان اللہ سبحان اللہ

فات و مصائب ٹلتے ہیں اس نام مبارک کے صدقے
اے نامِ محمد صلِّ علیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ

صابر ہے زباں پر نعت نبی اور سامنے روضہ کی جالی
ہے مجھ پہ کرم یہ مولا کا سبحان اللہ سبحان اللہ

یارب ہو عطا جذبۂ حسانِ مدینہ
کرتا ہی رہوں مدحتِ سلطانِ مدینہ

فردوس ہے قربانِ گلستانِ مدینہ
ہے غیرتِ فردوس بیابانِ مدینہ

سرکار کے قدموں کا نمایاں یہ شرف ہے
ہے خالقِ اکبر بھی ثنا خوانِ مدینہ

بخشی ہے جنہیں رب نے دو عالم کی حکومت
سلطانِ مدینہ ہیں وہ سلطانِ مدینہ

طوفانِ حوادث میں ہے ملّت کا سفینہ
اے ختمِ رُسُل خاصۂ خاصانِ مدینہ

اسبابِ تباہی کے نظر آتے ہیں ہر سو
للّٰہ کرم کیجئے سلطانِ مدینہ

بربادِ غمِ ہجر کی رکھ لاج الٰہی
تا حشر رہے قلب میں ارمانِ مدینہ

مرقد میں نکیرین کے باہم تھے اشارے
یہ ضیاؔ بخستہ ہے ثنا خوانِ مدینہ

○

خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ
ہے مضطر بہت جاں نثارِ مدینہ

بیاں کیا کروں میں وقارِ مدینہ
بہشتِ بریں ہے دیارِ مدینہ

بیاں کیا ہو پھر نزہتِ باغِ طیبہ
کہ پھولوں سے بہتر ہیں خارِ مدینہ

مدینے کی خوشبو سُہانی سُہانی
معطّر معطّر بہارِ مدینہ

فرشتے بھی سرمہ بناتے ہیں جس کا
وہ طورِ نظر ہے غبارِ مدینہ

رکھوں آنکھ میں رُخ کا غازہ بناؤں
جو حاصل ہو خاکِ دیارِ مدینہ

مٹے گی مدینہ میں بے تابیٔ دل
بلالو مجھے تاجدارِ مدینہ

مدینہ ہو صابر کا مدفن الٰہی
بنے خاک اس کی غبارِ مدینہ

O

محمد کا عزّ و وقار اللہ اللہ
ہیں محبوبِ پروردگار اللہ اللہ

مدینے کے وہ تاجدار اللہ اللہ — غریبوں کے ہیں غمگسار اللہ اللہ
کیا چاند دو ٹکڑے سورج کو پھیرا — فلک پر بھی ہے اختیار اللہ اللہ
ہیں جن و بشر اور حور ملائک — محمد کے خدمت گزار اللہ اللہ
شجر اور حجر کلمہ پڑھتے ہیں ان کا — دو عالم ہیں جن پر نثار اللہ اللہ
ہے اُمّت کی بخشش کا غم یہ کہ آقا — شب و روز ہیں اشکبار اللہ اللہ
محمد کی الفت میں ہو جانِ بحق جو — ہے جنّت کا امیدوار اللہ اللہ
مدینہ میں جاؤں پھر آؤں پھر جاؤں — دعا ہے یہ لیل و نہار اللہ اللہ
ہیں حور و ملک جن کے روضہ پہ قرباں — کروں جان ان پر نثار اللہ اللہ

دمِ نزع صابرؔ کے پیش نظر ہو
جمالِ رُخِ تاجدار اللہ اللہ

❊

○

عطا ہوا ازل سے ترا عشقِ والہانہ
میرے ہاتھ آ گیا ہے یہی قیمتی خزانہ

وا جب بھی سوئے طیبہ ترا قافلہ روانہ
تو قدم بھی اٹھ رہے تھے، بہ ادائے غازیانہ

ری جنبشِ نظر سے ہوئی تابناک قسمت
جو چراغ بھی جلا ہے وہ جلا ہے معجزانہ

ہے یہ لا نبیّ بعدی تری ہر صدائے برحق
جو سجا ہے تیرے سر پر وہ ہے تاجِ خسروانہ

بھی رَن میں پہنچے خالد لیے سر پہ موئے اقدس
جو قدم بھی ان کا اٹھا وہ اٹھا ہے فاتحانہ

نہ تو سیم و زر کی حاجت نہ تو آرزوئے جنت
میرے واسطے ہے کافی شہِ دیں کا آستانہ

یں تھا نعت گو جو صابر چلا ساتھ لیکے زائر
ترے در پہ حاضری کا یہی بن گیا بہانہ

کعبہ بھی دیکھ چکے روضۂ شاہانہ بھی
میرے اللہ دکھا دے رُخِ جانانہ بھی

چشمِ گریاں بھی ہے حاضر دلِ دیوانہ بھی
لائے ہیں سائلِ درجان کا نذرانہ بھی

سجدۂ شوق کی تکمیل میں اب دیر ہے کیا
سر بھی ہے سامنے سنگِ درِ جانانہ بھی

مئے توحید کے متوالوں کی خاطر ہر دم
جام تو جام ہے گردش میں ہے میخانہ بھی

عام ہے خلق میں محبوبِ خدا کی رحمت
بزم میں ان کی یگانہ بھی ہے بیگانہ بھی

ہو سکا دردِ جدائی نہ گوارا شہ کا
ہجر میں رونے لگا اُستُنِ حنّانہ بھی

نعت گوئی کا صلہ دیکھئے کیا خوب ملا
مژدۂ بخشش کا بھی ہے خلد کا پروانہ بھی

درِ اقدس پہ ہوں واصل بخدا اے صابر
ہو ادا وقتِ قضا سجدۂ شکرانہ بھی

…ر نبی کی ہے ہر آنکھ تمنائی
ہر دل ہے شہنشاہِ کونین کا شیدائی

…ب مدینہ کی اللہ رے زیبائی
جس کے رخِ روشن سے عالم نے ضیا پائی

…ہوتے مکے میں روضہ ہے مدینے میں
مکی مدنی بھی ہیں شاہنشہِ بطحائی

…رۂ کوثر کی تفسیر سے ظاہر ہے
حاصل ہے شہِ دیں کو کونین کی دارائی

…ک لما کہہ کر اعلان کیا رب نے
ہے تیری ہی خاطر سب یہ انجمن آرائی

…دوں کو کیا زندہ پتھر کو زباں بخشی
اللہ رے آقا کا اعجازِ مسیحائی

…روئے محمد کے جلووں سے نمایاں ہے
خلاقِ دو عالم کو جو شکل پسند آئی

اے کاش بلا لیں وہ روضہ پہ مجھے صابرؔ
اے کاش کہ پورا ہو سودائے جبیں سائی

○

جا بجا ہے دورِ عرفانِ رسولِ ہاشمی
عام ہیں عالم میں فیضانِ رسولِ ہاشمی

مرحبا خاکِ بیابانِ رسولِ ہاشمی
سرمۂ چشم مریضانِ رسولِ ہاشمی

ہو گئیں ناسخ کتب توریت و انجیل و زبور
ہے بخطِّ نسخ قرآنِ رسولِ ہاشمی

میں ہی کیا مجھ سے کروڑوں پردہ کرتے ہیں کرم
ہے جہاں مرہونِ احسانِ رسولِ ہاشمی

کلمۂ طیب کے معنیٰ یہ بتاتے ہیں ہمیں
بعدِ رب ہے خلق میں شانِ رسولِ ہاشمی

ان کی عظمت ثبت ہے ہر قرن میں ہر دور میں
رُکنِ دیں ہیں چار یارانِ رسولِ ہاشمی

راج والے تاج والے جھک کے کرتے ہیں سلام
ہے یہ توقیرِ غلامانِ رسولِ ہاشمی

نام سُن کر خلد میں کہتی ہیں حورانِ جناں
کون صابر۔ وہ ثنا خوانِ رسولِ ہاشمی

سنگِ درِ حضرت ہو یہ ہو جذبِ اثر بھی

سجدے میں ہو سر خم نہ رہے سر کی خبر بھی

ندرے یہ قدرتِ انگشتِ شہادت

خورشید پلٹ آیا ہوا ٹکڑے قمر بھی

الاتِ جہاں بھر کے اَلَم نَشرَح ہیں ان پر

رکھتے ہیں وہ ہر گوشۂ عالم کی خبر بھی

راتِ کفِ پا سے بنے اختر و انجم

روشن ہوئے اس چاند سے خورشید و قمر بھی

نجار بھی دیتے ہیں سرِ دیں کی شہادت

گویا ہیں ابوجہل کے ہاتھوں میں حجر بھی

ردوس ہے ان کے قدمِ ناز پہ قرباں

آتی ہے نظر خُلد ہر اک راہ گزر بھی

ستی یہ میری ہو شرفِ ہستیٔ عالم

اک چشمِ عنایت ہو اگر ان کی اِدھر بھی

صابرؔ کو طلب کیجئے طیبہ میں خدارا

سرکار یہ محتاج بھی ہے خستہ جگر بھی

○

میرے لب پر سدا تیرا مبارک نام ہے ساقی
کہ تیری نعت گوئی شغلِ صبح و شام ہے ساقی
ترا بخشا ہوا ہاتھوں میں جس کے جام ہے ساقی
وہ یکسر بے نیازِ گردشِ ایام ہے ساقی
تو ہی ساقیِ کوثر ہے تو ہی شافعِ محشر ہے
ترے ہاتھ میں یا جام ہے ساقی
لواء الحمد تیرے سرشاریاں چھائیں
جہانِ معرفت میں ہر طرف ہے ساقی
تیرے اکرام کی بارش صلائے عام ہے یہ
فرازِ عرش سے اترا ہے تجھ پر مصحفِ قرآں
خدا کا حکم بندوں کو ترا پیغام ہے ساقی
تری ہی یاد میں سونا تری ہی یاد میں اٹھنا
یہ میری صبح ہے ساقی یہ میری شام ہے ساقی
طلب دنیا کی رکھتا ہوں نہ خوفِ روزِ محشر ہے
تیری راہِ طلب میں کس قدر آرام ہے ساقی
ترا در چھوڑ کر جائے کسی کے در پہ کیوں صابر
بہر صورت مجھے کافی ترا انعام ہے ساقی

روضہ پہ وہ بلائیں گے آج نہیں تو کل سہی
بخت میرا جگائیں گے آج نہیں تو کل سہی
اُن کی سُنہری جالیاں فرطِ ادب چوم کر
آنکھوں سے ہم لگائیں گے آج نہیں تو کل سہی
اُن کے فراق و ہجر میں دل پہ جو داغ آئے ہیں
جا کر انہیں دکھائیں گے آج نہیں تو کل سہی
سجدے کریں گے شُکر کے راہِ حرم میں بار بار
یوں ہی حجاز جائیں گے آج نہیں تو کل سہی
زادِ سفر نہیں ہے پاس دل میں نہیں ذرا ہراس
ہے آس وہ بلائیں گے آج نہیں تو کل سہی
راستہ وہ جہاں کہ ہیں شاہِ اُمَم کے نقشِ پا
اُس پر جبیں جھکائیں گے آج نہیں تو کل سہی
روضہ پہ ان کے باادب صابرِ خستہ بالیقیں
نعتیں کئی سنائیں گے آج نہیں تو کل سہی

○

نورِ مطلق ۔ نورِ حق آیا ہے بن کر چاندنی
آمنہ کے چاند کی پھیلی ہے گھر گھر چاندنی
گا ہے صدقے گاہے ہوتی ہے نچھاور چاندنی
صرف دیدارِ نبی لُٹتی ہے شب بھر چاندنی
کفر و ظلمت مٹ گئی اور حق نمایاں ہو گیا
یوں رُخِ شہ سے ہوئی تاباں نکل کر چاندنی
تیرے دندانِ مبارک کی تجلّی کیا کہوں
پاتے ہیں ان کے چمک سے لعل و گوہر چاندنی
حسرتِ کسب ضیائے شمعِ حق میں رات بھر
ماہ و انجم کا لئے پھرتی ہے لشکر چاندنی
سرورِ کونین آئیں گے وہاں جب بے نقاب
کیسی رحمت بار ہو گی روزِ محشر چاندنی
بہرِ استقبال صابرؔ آئے گا رضوان خود
دیکھ کر مدحِ نبی کی میرے رُخ پر چاندنی

○

مغفرت کی شرط کیا راحت فزا رکھدی — دِلائے مصطفےٰ رکھدی رضائے مصطفےٰ رکھدی

ا میں انکی روشنیِ نقشِ پا رکھدی — دمِ عیسیٰ میں انکی اک ادائے معجزہ رکھدی

انکی رب نے منحصر اپنی رضا رکھدی — انہی کے عشق پہ موقوف ایماں کی بقا رکھدی

ے تو اپنے نور سے نورِ نبی پیدا — پھر اس نورِ مقدس سے دو عالم کی بِنا رکھدی

بھیجا بنا کے یوں صفات و ذات کا مظہر — کہ جیسے اپنی ہی تصویر مثلِ آئینہ رکھدی

میزباں بنکر شرفِ دیدار کا بخشا — کسی کی التجا پر لَن ترانی کی صدا رکھدی

ں میں اتممت علیکم نعمتی ان کو — اور ان کے سر پہ دستارِ امام الانبیا رکھدی

لانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے — حقیقت آپ کی حدِ خرد سے ماورا رکھدی

پاک ہو وردِ زباں جسکے اسے کیا غم — خدا نے ہر مرض کے واسطے اس میں شفا رکھدی

خدا کا شکر جتنا بھی ادا ہو کم ہے اے صابر
کہ مجھ عاصی کے لب پر مدحتِ شاہِ ہدیٰ رکھدی

○

رسالت نہ بدلی شریعت نہ بدلی
شہِ دیں کی کوئی فضیلت نہ بدلی
کھلے پھول مُرجھائے، آئی خزاں بھی
گلستانِ طیبہ کی نُزہت نہ بدلی
گھٹائیں بہت کُفر و ظلمت کی اُٹھیں
مگر ماہِ طیبہ کی طلعت نہ بدلی
یہ مانا وہ آئے لباسِ بشر میں
مگر نُورِ حق کی حقیقت نہ بدلی
رہے مہرباں دشمنوں پہ بھی ہر دم
کبھی اُن کی شانِ مروّت نہ بدلی
درِ شاہ سے جھولیاں بھر کے آئے
مگر بے نواؤں کی نیّت نہ بدلی
مدینہ مدینہ ہے ہر دم زباں پر
مدینے کی دل سے محبت نہ بدلی
رہِ عشق میں گو قدم ڈگمگائے
مگر پھر بھی صابرؔ کی ہمت نہ بدلی

○

ا ایک ہی بس رہ گئی یہ آخری اپنی
درِ اقدس پہ کردوں جان قرباں یا نبی اپنی

شر جبیں ان کے قدم پر جھک گئی اپنی
بالآخر رنگ لا کر ہی رہی دیوانگی اپنی

ی کافور ظلمت شمعِ حق روشن ہوئی ہر سو
عرب کے چاند نے پھیلائی حسن و روشنی اپنی

ں انکی ہے انکی جستجو ان کا تصور ہے
یہی اپنی عبادت ہے یہی ہے بندگی اپنی

نہ بالیقیں اپنا پہنچ جائیگا ساحل تک
نہ ہوتے ناخدا گر وہ تو کشتی ڈوبتی اپنی

ی دنیا سنبھل جائے مری عقبیٰ سنور جائے
نگاہ لطف کر دیں گر رسولِ ہاشمی اپنی

ائب میں کہا جس دم تڑپ کر یا رسول اللہ
خدا شاہد ہے سر سے ہر مصیبت ٹل گئی اپنی

ہے نگاہوں میں ہوں جلوے ماہ طیبہ کے
ہو لب پر کلمۂ طیب ہو جس دم جانکنی اپنی

دو عالم میں خدا شاہد رہی ہے سرخرو صابر
گزاری جس نے عشقِ مصطفےٰ میں زندگی اپنی

رحمت ہے خدا کی وابستہ وحدت میں مدینہ والے کی
انوارِ خدا کے جلوے ہیں کثرت میں مدینے والے کی

ہو اپنا کوئی کہ بیگانہ ہے سب پر لطفِ کریما
مخلوقِ دوعالم ہے ساری رحمت میں مدینے والے

انوارِ خدا سے ہر لمحہ محظوظ صحابہ ہوتے تھے
صورت میں مدینے والے کی سیرت میں مدینے والے کی

از حضرتِ آدم تا عیسیٰ ہر ایک کو یہ حسرت ہی ر
اے کاش کہ پیدا ہوتے ہم امت میں مدینے والے

محروم کبھی جاتا ہی نہیں سائل درِ اقدس سے کوئی
شامل ہیں عطا و جود و کرم عادت میں مدینے والے کی

خورشید و قمر اشجار و حجر ہیں تابعِ فرمانِ سرو
کونین کا ذرہ ذرہ ہے قدرت میں مدینے والے

کیا جانے مقدر کب جاگے صابر کا سلامِ صد ارماں
اے بادِ صبا پہنچا دینا خدمت میں مدینے والے کی

○

ولائے مصطفےٰ دل میں ہمارے جلوہ گر نکلی
غمِ ہجرِ رسولِ ہاشمی میں آنکھ تر نکلی

زباں سے اس طرح کچھ نعتِ شاہِ بحر و بر نکلی
کہ خود لینے بلائیں رحمتِ حق دوڑ کر نکلی

تری وسعت کے اے بحرِ ولائے مصطفےٰ صدقے
لبِ دریائے رحمت کشتیِ دل ڈوب کر نکلی

براتی تھے جلو میں حضرتِ آدم سے تا عیسیٰ
سواری نوشۂ معراج کی جب عرش پر نکلی

مہ و خورشید ہوں اشجار ہوں یا سنگپارے ہوں
خدا شاہد خدائی آپ کے زیرِ اثر نکلی

خطابِ خیرِ اُمّت سے نوازا ربِّ اکبر نے
بڑی تقدیر والی امّتِ خیر البشر نکلی

تمہیں کبھی جلوۂ رخسار سے تشبیہ ہم دیتے
کہاں تم میں یہ آب و تاب اے شمس و قمر نکلی

میں سمجھوں گا مجھے معراجِ ہستی ہو گئی حاصل
یہ جاں صابرؔ درِ سرکارِ اقدس پر اگر نکلی
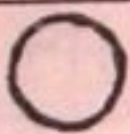
بزم امکاں کا ہیں عنوان رسولِ عربی
ہفت کشور کے ہیں سلطان رسولِ عربی

ہے ہمارا یہی ایمان رسولِ عربی
آپ ایمان کی ہیں جان رسولِ عربی

آپ کے نور سے تخلیق ہوئے کون و مکاں
نورِ رب ہیں شہِ ذیشان رسولِ عربی

آپ کا قامتِ اقدس ہے سراپا نوری
آپ بے سایا ہیں انسان رسولِ عربی

چاند تو چاند ہے خورشید بھی شرماتا ہے
آپ کے حسن کے قربان رسولِ عربی

طور تک کوئی گیا چرخِ چہارم پہ کوئی
عرش پر تم ہوئے مہمان رسولِ عربی

جو خطا تھی سرِ محشر وہ خطا ہی نہ رہی
آ گئے جب سرِ میزان رسولِ عربی

درِ دولت پہ پڑھے نعت ادب سے صابرؔ
یہی لے دے کے ہے ارمان رسولِ عربی

○

خالق کو ہے پسند محبت رسول کی
قرآں میں بیاں ہے فضیلت رسول کی

ہے بارگاہِ حق میں یہ عظمت رسول کی
محبوب امتوں میں ہے اُمّت رسول کی

لولاک خود ہے وسعتِ قدرت رسول کی
یعنی ہر ایک پر ہے حکومت رسول کی

ایمان کیا کہ حاصلِ ایمان ہے یہی
تفسیرِ دینِ حق ہے محبت رسول کی

یومِ نشور حشر کا میدان الاماں
کام آئے گی یہیں یہ محبت رسول کی

یارب دکھا دے مجھکو بھی روضہ رسول کا
بے چین کر رہی ہے محبت رسول کی

صابرؔ کی التجا ہے الٰہی قبول کر
ہو وقتِ نزع سامنے صورت رسول کی

○

نہاں جس کے سینے میں عشقِ نبی ہے
وہی جنتی جنتی جنتی ہے

ترا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے
خدا نے محبت تری فرض کی ہے

ترا سینہ ہے علمِ حق کا خزینہ
عیاں تجھ پہ رازِ خفی و جلی ہے

تمہارے تصور میں شاہا جو گزرا
وہ لمحہ میرا حاصلِ زندگی ہے

تری راہ میں کام آئے تو سمجھوں
میری زندگی کامراں زندگی ہے

جہاں بھی ترا نام سننے میں آیا
جبینِ عقیدت وہیں جھک گئی ہے

کمی کچھ نہیں میرے آقا کے در پر
کمی ہے تو بس ساتھیوں کی کمی ہے

مدینے میں صابرؔ کو اپنے بلا لو
یہ فرقت زدہ رحم کا ملتجی ہے

کچھ اس انداز سے وہ تاجدارِ انبیاء آئے
سہارا بنکے جیسے ڈوبتوں کا ناخدا آئے

نویدِ آدم دعیسٰی دعائے بانیٔ کعبہ
سکونِ قلبِ عبداللہ نازِ آمنہ آئے

نہ کیوں رشکِ ارم ہو آج بی بی آمنہ کا گھر
کہ اس میں آفتابِ لم یزل نورِ خدا آئے

گرے بت سر کے بل کعبہ جھکا تعظیم کی خاطر
بجھے آتشکدے جس دم شہِ ہر دوسرا آئے

اٹھایا کُنتُ کنزاً مخفیاً کا آپ نے پردہ
بالفاظِ دِگر حسنِ ازل کا آئینہ آئے

شعورِ آگہی بخشا خردمندانِ عالم کو
مشیّت کا تقاضا بن کے فطرت آشنا آئے

ہوئی مقبول آدم کی دعا جن کے وسیلے سے
جہانِ آدمیت کا وہ بن کر مدّعا آئے

دکھائے معجزے گنتی کے سب ابرار نبیوں نے
مگر سرکار بن کر خود سراپا معجزہ آئے

○

عشقِ سرکار کا کیا صلہ چاہیئے — مل گیا ہے خدا اور کیا چاہیئے

پڑھئے شاہِ مدینہ پہ صلِّ علےٰ — جملہ امراض کی گر شفا چاہیئے

یوں تو بابِ اجابت کھلا ہے مگر — واسطہ ان کا بہرِ دعا چاہیئے

کیجیے طاعتِ سرورِ دوجہاں — ربِّ کونین کی گر رضا چاہیئے

تیری جنت مبارک ہو رضواں تجھے — ہم کو طیبہ کی ٹھنڈی ہوا چاہیئے

طالبِ مال و زر ہوں نہ حور و جناں — بس رضائے حبیبِ خدا چاہیئے

بحرِ عصیاں سے پھر کوئی خطرہ نہیں — دامنِ شاہِ روزِ جزا چاہیئے

کچھ نہیں چاہیئے یا نبی بس مجھے — آپ کی اک نگاہِ عطا چاہیئے

دیکھ صابر وہ کرتے ہیں در پہ طلب

اور کیا مژدہ جاں فزا چاہیئے

ہے عرشِ معلیٰ یا کعبہ یا روضۂ جنت کیا کہیے
جس دل میں وہ ماہِ طیبہ ہو اس دل کی حقیقت کیا کہیے

اسلام ہے کیا ایمان ہے کیا محبوبِ خدا کی حُبِّ وِلا
ہے فرض غلامی مولا کی دستورِ محبت کیا کہیے

مسجودِ خلائق جس کو کیا خلاقِ جہاں نے روزِ ازل
پیشانیٔ آدم میں چمکا وہ نورِ نبوّت کیا کہیے

ہیں سارے ملائک مدحت خواں محکوم ہیں سب حور و غلماں
سرکار کے زیرِ فرماں ہے اللہ کی خلقت کیا کہیے

وہ مسجدِ محبوبِ یزداں وہ روضۂ سلطانِ خوباں
محراب کی عظمت کیا کہیے مینارہ کی رفعت کیا کہیے

کہتے ہیں نبی نفسی نفسی اُمّت کی طرف مائل ہیں یہی
اللہ غنی ہے روزِ جزا کیا شانِ شفاعت کیا کہیے

دنیا بھی ملی عقبیٰ بھی ملی مشکل کوئی مشکل ہی نہ رہی
جب ہاتھ میں مجرم کے آیا دامانِ رسالت کیا کہیے

یہ مدحِ نبی کا صدقہ ہے کہتا ہے جو اک عالم صابرؔ
یہ تجھ پہ کرم ہے مولا کا یا خوبیٔ قسمت کیا کہیے

○

اے شمس جو خورشیدِ فاران مدینہ ہے — وہ نورِ خدا ماہِ تابانِ مدینہ ہے

یہ وسعتِ دو عالم اک خوانِ مدینہ ہے — مخلوقِ خدا ساری مہمانِ مدینہ ہے

میں اپنے تخیل میں جنت لئے پھرتا ہوں
آنکھوں میں نہاں شہرِ خوبانِ مدینہ ہے

وہ عالم امکاں ہو یا عالم عرفاں ہو
ہر سمت رواں بحرِ فیضانِ مدینہ ہے

وہ کوثر و جنت کا مشتاق نہیں ہرگز
جس شخص کو عرفانِ سلطانِ مدینہ ہے

جس کے تنِ اقدس پر مکھی نہ کبھی بیٹھی
سلطانِ مدینہ پھر سلطانِ مدینہ ہے

ہو مجھکو تمنا کیوں جنت کی تیری رضواں
جب پیشِ نظر اپنے بستانِ مدینہ ہے

حجاج چلو دیکھیں روضہ شہِ والا کا
جو کعبہ کا کعبہ ہے اور جانِ مدینہ ہے

بس اس کے سوا کوئی حسرت ہی نہیں صابر — ارمانِ مدینہ تھا ارمانِ مدینہ ہے

ذاتِ کبریا سے جس نے پایا نور ہے

دیدہ و دل میں میرے اس مہ لقا کا نور ہے

بتائیں کیوں زمیں کا ذرّہ ذرّہ نور ہے

وہ نگیں ہے اس جہاں میں جس کا سارا نور ہے

طیبہ نے زمانے کو منوّر کر دیا

سارے عالم میں اسی کا آج پھیلا نور ہے

ں تو یہ ہے خدائی آپ سے پیدا ہوئی

وجہِ تخلیقِ دو عالم آپ ہی کا نور ہے

ں ممکن ہو اگر تو بے مثالی پھر کہاں

کس طرح سایا ہو اس کا جو سراپا نور ہے

ے امکاں میں نہیں تشریحِ نورِ مصطفےٰ

کیا بتائیں کیا کہیں وہ کتنا اعلیٰ نور ہے

آؤ اے صابر کرو اب دیدہ و دل فرشِ راہ

آگیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے

○

مصطفیٰ احمدِ مختار بنے خوب بنے
مظہرِ ایزدِ غفار بنے خوب بنے

پشت پر ثبت ہوا مہرِ نبوت کا نشاں
سب رسولوں کے وہ سردار بنے خوب بنے

ابتدا بھی ہیں وہی اور وہی آخر بھی
مرکزِ نقطۂ پرکار بنے خوب بنے

حسنِ بے مثل پہ قربان ہیں خورشید و قمر
آپ قدرت کے وہ شاہکار بنے خوب بنے

ساقیِ کوثر و تسنیم و شفیعِ محشر
عاصیوں کے وہ طرفدار بنے خوب بنے

رحمتِ عالم و محبوبِ خدا ختمِ رسُل
میرے آقا میرے سرکار بنے خوب بنے

خیرِ اُمت سے نوازا ہے خدا نے ہم کو
ان کے در کے جو نمکخوار بنے خوب بنے

مغفرت ہوگی تمہاری اسی باعث صابرؔ
مدح گوئے شہِ ابرار بنے خوب بنے

○

فرصت ہے کسے ذوقِ دیدارِ محمدؐ سے
دل اپنا بہلتا ہے۔ اذکارِ محمدؐ سے

ان کے درِ اقدس کا پاتے ہیں سبھی صدقہ
ملتا ہے ہمیں سب کچھ دربارِ محمدؐ سے

تفریقِ جزو کل کی گویا یہ نمائش تھی
تخلیقِ دو عالم کی انوارِ محمدؐ سے

ایماں کی ضیا پائی عالم میں بہار آئی
دربارِ محمد سے گلزارِ محمدؐ سے

کیا زیست کا مقصد ہے کیا موت کا حاصل ہے
حل ہو گئے یہ عقدے دیدارِ محمدؐ سے

مٹھی میں خدائی ہے ٹھوکر میں زمانہ ہے
معمور ہے دل جس کا انوارِ محمدؐ سے

مداحِ نبی ہوں میں کیا پوچھنے آتے ہو
مرقد کے فرشتو تم بیمارِ محمدؐ سے

جاں نذر کرو صابر سرکار کی الفت میں
ہوتا جو مشرف ہے دیدارِ محمدؐ سے

○

جس کے تصورات میں سرکار آ گئے
دونوں جہاں میں اس کو سکندر بنا گئے

دربار مصطفےٰ میں جو مثلِ گدا گئے
وہ خوش نصیب دولتِ کونین پا گئے

خوفِ عدم رہا نہ زمانے کا ڈر رہا
کچھ ایسے بے نیاز وہ ہم کو بنا گئے

چشم کرم یہ آپ کی قربان جائیے
سوئے ہوئے نصیب ہمارے جگا گئے

ان کو کبھی نہ منزلِ مقصود مل سکی
راہِ طلب میں جن کے قدم ڈگمگا گئے

اللہ رے یہ قوتِ رفتار مصطفےٰ
اک آن میں وہ عرشِ بریں جا کے آ گئے

شمس و قمر نے بدلی روایات کی گردش
انگشتِ مصطفےٰ کے اشارے جو پا گئے

صابرِ غریب دور مدینے سے ہے ہنوز
احباب اس کے کتنے وہاں جا کے آ گئے

○

یری راحتِ جاں مدینے کے جلوے ۔ میرا نورِ ایماں مدینے کے جلوے

دھر بھی درخشاں مدینے کے جلوے ۔ اُدھر بھی فروزاں مدینے کے جلوے

عطّر ہے جس سے فضائے دو عالم ۔ ہیں وہ نور ساماں مدینے کے جلوے

ہیں خلد کی آرزو اپنے دل میں ۔ نظر میں ہیں رقصاں مدینے کے جلوے

سمٹ آئی فردوس باغِ عرب میں ۔ ہیں جنّت بداماں مدینے کے جلوے

سکونِ نظر ہے اگر سبز گنبد ۔ تو جینے کا ساماں مدینے کے جلوے

گناہگار پاتے ہیں تسکین اس سے ۔ ہیں داروئے عصیاں مدینے کے جلوے

بڑا ناز ہے تجھ کو جنّت پہ اپنی ۔ ذرا دیکھ رضواں مدینے کے جلوے

مدینہ مدینہ ہے ہر دم زباں پر ۔ ہیں میرے دل و جاں مدینے کے جلوے

خدا کی قسم جانِ رحمت ہیں صابرؔ
مدینہ کا عرفاں مدینے کے جلوے

○

سوئے طیبہ قافلے جانے لگے
میرے ارماں جوش میں آنے لگے

آگیا جب ان کے روضہ کا خیال
ہم دلِ مضطر کو بہلانے لگے

ہو گئیں ابرِ کرم کی بارشیں
جب شہِ دیں زلف سلجھانے لگے

یوں تو رہتے تھے نگاہوں میں حضور
دل میں بھی اب جلوہ فرمانے لگے

اللہ اللہ حسنِ روئے مصطفٰے
حضرتِ یوسفؑ بھی شرمانے لگے

میرے آقا کی سخاوت دیکھ کر
انبیاء بھی ہاتھ پھیلانے لگے

آپ کے در سے رہے جو دُور دُور
در بدر کی ٹھوکریں کھانے لگے

سن کے صابرؔ مجھ سے نعتِ مصطفٰے
لوگ مجھ پر پھول برسانے لگے

○

ریاضِ شہِ بحر و بر دیکھ آئے
گلستانِ خیر البشر دیکھ آئے

منور حریمِ نظر دیکھ آئے
جمالِ نبی جلوہ گر دیکھ آئے

مدینے کی دھن تھی مدینہ تھا دل میں
گئے اور با چشمِ تر دیکھ آئے

وہ برکت کے لمحے وہ رحمت کی گھڑیاں
وہ پُرکیف شام و سحر دیکھ آئے

منور منور۔ معطر معطر
چمکتے ہوئے بام و در دیکھ آئے

وہ میزابِ رحمت۔ حطیمِ مقدس
مقاماتِ راحت اثر دیکھ آئے

دو عالم کا دار الشفا جس کو کہیے
وہ رحمت نشاں مستقر دیکھ آئے

وہ آنکھیں ہیں آنکھوں میں رکھنے کے قابل
جن آنکھوں سے طیبہ نگہ دیکھ آئے

ہے دل کی یہ حسرت قدم اُن کے چومیں
جو رشکِ اِرَم رہ گزر دیکھ آئے

دعا کیجئے رب سے صابرؔ کے حق میں
کہ یہ بھی کبھی ان کا در دیکھ آئے

مسیح اللہ تک جتنے نبی و مرسلیں آئے
وہ سب بن کر محمد مصطفےٰ کے خوشہ چیں آئے

رہیگی تا ابد جس ذات پر انسانیت نازاں
وہ فخرِ آخرت وہ فخرِ دنیا فخرِ دیں آئے

وہ دیکھو نہ بڑا ممتاز ہے چشمِ رسالت میں
گریباں کی حدوں تک بڑھ کے جسکی آستیں آئے

شبِ اسرا نبی جب عرش پر پہنچے تو شور اٹھا
امام المرسلیں آئے امام المرسلیں آئے

وہ جنت کی کسی نعمت کا طالب ہو نہیں سکتا
میسر جس کو ان کے ہاتھ سے نانِ جویں آئے

خدا ان سے کبھی راضی نہیں ہوگا نہیں ہوگا
جو کعبہ تک تو پہنچے ان کے روضہ تک نہیں آئے

ثنا خوانِ محمد سرخرو ہوں گے قیامت میں
بہت ممکن ہے استقبال کو خلدِ بریں آئے

خدا نے مغفرت کا اس کی وعدہ کر لیا صابرؔ
زباں پر جس کے اُن کا نام وقتِ واپسیں آئے

○

...مت ہے اگر ماہِ طیبہ نظروں کے مقابل آجائے
...کھوں میں نگاہوں کے بدلے خود کھینچ کے میرا دل آجائے

سرکارِ دو عالم کا اب بھی دریائے سخاوت جاری ہے
دامانِ تمنا بھر لے گا اس در پہ جو سائل آجائے

...ے ساقیٔ بزمِ حسنِ ازل یہ تیرے کرم سے دور نہیں
...ں تشنہ دہن کے ہونٹوں تک خود ساغرِ محفل آجائے

دیوانے مدینے کو ہیں رواں ہے لطفِ خدا سے یہ ممکن
طیبہ کے مسافر کی جانب خود ہادیٔ منزل آجائے

...امانِ شفیعِ روزِ جزا آجائے جو ہاتھوں میں صابر
...نیا کی حقیقت ہی کیا ہے کونین کا حاصل آجائے

○

سلام اُن پر جو بن کے رحمت ہمارے مہماں ہیں آنے والے
درود اُن پر جو رازدارِ نظامِ یزداں ہیں آنے والے
صفات و ذاتِ خدا کے مظہر ازل کے دولھا اَبد کے سَرور
ہیں جو شہنشاہِ ہفت کشور وہ فخرِ انساں ہیں آنے والے
جو وجہِ تخلیقِ دو جہاں ہیں جو شرحِ اسرارِ کن فکاں ہیں
جہانِ مخلوق میں وہ بن کر خدا کا احساں ہیں آنے والے
حبیبِ حق، رحمتِ دو عالم، تمام مخلوق سے معظّم
وہ جانِ جاناں وہ جانِ عالم وہ جانِ ایماں ہیں آنے والے
جلانے شمعِ صداقت و حق مٹانے عالم سے کفر و ظلمت
وہ مہرِ تاباں، مہِ درخشاں وہ بدرِ فاراں ہیں آنے والے
لرز رہے ہیں صنم کدے سب ہے خم سلامی کو کعبۂ رب
ندائیں گردوں سے آ رہی ہیں حبیبِ رحماں ہیں آنے والے
ہو کیوں منوّر نہ بزمِ عالم ہوں کیوں نہ آرائشیں جناں ہیں
شفیعِ محشر، قسیمِ کوثر بشکلِ انساں ہیں آنے والے
ادب ہے جائے ادب ہے صابرؔ بپئے سلامی ادب سے اٹھو
جگت کے مالک زماں کے داتا زمیں کے سلطاں ہیں آنے والے

○

چاند سورج یہ کہکشاں ہیں تمہی سے روشن مدینے والے
ہارے ذرّاتِ نقشِ پا کے بنے ہیں گلشن مدینے والے

مقام محمود ہو جناں ہو حرم ہو قوسین یا دنیٰ ہو
قسم خدا کی ہر ایک جا تم ہو جلوہ افگن مدینے والے

زمانہ مدّت سے تشنہ لب ہے تمہارے دیدار کی طلب ہے
ذرا خدارا دکھا دو جلوہ اٹھا کے چلمن مدینے والے

تمہی سہارا ہو بیکسوں کا ہو شافعِ روزِ حشر تم ہی
مچل نہ کیوں جائیں تھام کر ہم تمہارا دامن مدینے والے

بنا دیا سینہ کو مدینہ بنا دیا دل کو طورِ سینہ
ہمارے قلب و جگر کو اپنا بنا کے مسکن مدینے والے

حضور مشکل ہوا ہے جینا بلا لو اب جانبِ مدینہ
عطا ہو دو گز زمیں وہیں پہ برائے مدفن مدینے والے

ادب سے در پہ تمہارے حاضر ہیں سلامی ہو کاش صابر
ہو لب پہ صلِّ علیٰ کا نغمہ جھکی ہو گردن مدینے والے

○

ملے مرکزِ حضوری کی سعادت تو مزہ آئے مجھے آقا سے یوں حاصل ہو قربت تو مزہ آئے

کروں میں خاکروبی کوچۂ اقدس کی پلکوں سے
میسّر ہو مجھے گر یہ سعادت تو مزہ آئے
جبیں ہو سر بسجدہ اور نظر ہو محوِ نظارہ
اسی عالم میں ہو جائے جو رحلت تو مزہ آئے
درِ اقدس پہ بلوالیں شہِ کون و مکاں ہم کو
ہمارا ساتھ یوں دے جائے قسمت تو مزہ آئے
ادب سے ہاتھ باندھے سر جھکائے ان کی خدمت میں
لٹاؤں کاش میں دُرِّ عقیدت تو مزہ آئے
وِلائے سرورِ کونین یوں تو دل میں رکھتا ہوں
جو وجہِ موت بھی ہو یہ محبت تو مزہ آئے
میں سمجھوں گا کہ میں نے پالیا ہے حاصلِ ہستی
دیارِ طیبہ میں بن جائے تربت تو مزہ آئے

تلاشِ یوسفِ طیبہ میں مجھکو کاش اے صابرؔ جو گم کر دے کہیں آشفتہ قسمت تو مزہ آئے

○

میرا سینہ وادیِ نور ہے میرا قلب مشعلِ طورؔ ہے
میرے لب پر نعتِ حضور ہے مجھے حمدِ ربّ کا سرور ہے

نہ تو مجھکو حور کی آرزو نہ تو آرزوئے قصور ہے
درِ مصطفےٰ پر میں جان دوں مجھے آرزو یہ ضرور ہے

تیری راہ راہِ نجات ہے ترا قول قولِ غفور ہے
تری شان شانِ ظہور ہے ترا جلوہ جلوۂ طور ہے

ہو ریاضِ خلد کہ ہو جناں ہو فضائے عرش کہ لامکاں
تیری ذات کی ہیں تجلیاں تیرے نورِ رخ کا ظہور ہے

وہ عرب عجم کا ہے تاجور وہ ہے بزمِ دہر کا راہبر
جسے خلق کہتی ہے مصطفےٰ وہ حبیبِ ربِّ غفور ہے

ہے کسی کے سینے میں جو نہاں ہیں کسی کی چشم سے تو نہاں
تو ہر ایک دل میں ہے جلوہ گر تو ہر ایک آنکھ سے دور ہے

ہو مجھے سکون نصیب کیوں ہو نہ دل میں یادِ حبیب کیوں
کہ ہنوز صابرِ بے نوا درِ تاجدار سے دور ہے

○

جو محبوبِ ربُّ العلےٰ تک نہ پہونچے خدا کی قسم وہ خدا تک نہ پہنچے

ہے بے سُود اس سر میں سودا کسی کا
جو سنگِ درِ مصطفےٰ تک نہ پہنچے

وسیلے سے ان کے دعا مانگ سائل
یہ ممکن نہیں کبریا تک نہ پہنچے

وہ دستِ طلب نامرادِ جہاں ہے
جو دامانِ خیر الوریٰ تک نہ پہنچے

بلند آستاں ہیں کلیم اور عیسیٰ
مگر رفعتِ مصطفےٰ تک نہ پہنچے

گزر چاند تک تو ہمارا ہے لیکن
کفِ پائے شمس الضحےٰ تک نہ پہنچے

سوائے شہنشاہِ قوسین رفعت
فرشتے بھی اوجِ دنیٰ تک نہ پہنچے

خدا جانے کیا ہے مقدر کا لکھا
جو اب تک درِ مصطفےٰ تک نہ پہنچے

وہ کیا مقصدِ زیست پائیں گے صابر جو دربارِ شاہِ ہدیٰ تک نہ پہنچے

ہے کائنات زیرِ اثر کچھ نہ پوچھئے
کیا جانے کیا ہے ان کی نظر کچھ نہ پوچھئے
زلفِ نبی کی یاد ہے رُخ کا کبھی خیال
واللیل شب ہے ضحےٰ ہے سحر کچھ نہ پوچھئے
طیبہ کی سمت اُٹھتی ہے رہ رہ کے ہر گھڑی
اللہ رے اضطرابِ نظر کچھ نہ پوچھئے
دیوانۂ رسول ہے فرزانۂ رسول
اس کو ہے دو جہاں کی خبر کچھ نہ پوچھئے
بخشی ہے ماہِ بدر نے کعبہ کو روشنی
آباد ہے خدا کا یہ گھر کچھ نہ پوچھئے
دیدارِ مصطفےٰ کی طلب ہے ہر ایک گام
ہے کیا حسیں عدم کا سفر کچھ نہ پوچھئے
شیرینیِ کلام سرِ دیں تیں محو ہیں
شیر و شکر کچھ نہ پوچھئے
ہیں روح و قلب سکوں نثار
صابرؔ غمِ فراقِ نبی پر
دیتا ہے لطف دردِ جگر کچھ نہ پوچھئے

○

کاش پہنچوں روضۂ خیر الوریٰ کے سامنے
زندگی ساری بسر ہو مصطفےٰ کے سامنے

بے خودی کا ہے اشارہ چل خدا کے سامنے
لے کے آئی ہے محبّت مصطفےٰ کے سامنے

جانبِ عالم ہے سرکارِ دو عالم کی نظر
سب کی حالت منکشف ہے مصطفےٰ کے سامنے

ہم سے رِندوں کو نہیں ہے خوفِ محشر اس لئے
حشر تو ہوتا ہے محبوبِ خدا کے سامنے

بخششِ اُمّت کی خاطر آپ حشر و نشر میں
سر بسجدہ ہیں سرِ محشر خدا کے سامنے

عمر گزری ہے میری نعتِ شہِ لولاک میں
سُرخرو جاؤں گا صابرؔ میں خدا کے سامنے

○

زیارت کی یہ گھر بیٹھے نئی صورت نکالی ہے
مدینے کی حسیں دنیا نگاہوں میں بسا لی ہے
میری حالت نہ پوچھو کون ہوں کس دھن میں رہتا ہوں
میرا سینہ مدینہ ہے میری دنیا نرالی ہے
جِلا پاتے ہیں آ آ کر یہاں تاریک دل والے
عجب پُر نور آقا آپ کا دربارِ عالی ہے
ہے دوزخ کیا نظر سرکارِ والا کی بدل جانا
جسے کہتے ہیں جنت وہ نگاہِ لطفِ عالی ہے
ہمارا دل بہلتا ہے تو بس طیبہ کے گلشن میں
تری جنت تو اے رضواں ہماری دیکھی بھالی ہے
تہی دامن جو آیا جھولیاں بھر کر ہوا واپس
وہی محروم رہتا ہے عقیدت سے جو خالی ہے
خدا کا شکر ہوں مداحِ محبوبِ خدا صابرؔ
اسی باعث تو میں نے زندگی اپنی سنبھالی ہے

......

○

یہ مہرِ تاباں یہ ماہ و انجم یہ عرش و لوح و قلم کے جلوے

ہے چشمِ حق بیں کی یہ شہادت ہیں آپ کے دم قدم کے جلوے

عیاں ہیں والشّمس و والضّحٰی سے رُخِ جمیلِ الشّیَم کے جلوے

ہے شرحِ واللّیل سے نمایاں ہیں زلفِ شاہِ اُمَم کے جلوے

یہی وہ مہمانِ خوش ادا ہیں جنہیں نوازا بُلا کے رب نے

بکھر گئے کہکشاں کی صورت انہیں کے نقشِ قدم کے جلوے

یہی ضمانت ہیں بوئے گل کی یہی علامت ہیں مہر و مہ کی

رسولِ ذی مرتبت کے جلوے نبیِّ والا حشم کے جلوے

ہو صحنِ اقصٰی کہ باغِ رضواں وہ قابَ قوسین یا دنیٰ ہو

غرض ہیں سب رفعتوں سے بالا تمہارے جاہ و حشم کے جلوے

ہو کوئی اپنا کہ ہو پرایا ہر اک پہ اِکرام کی نظر ہے

گھٹائیں رحمت کی چھا رہی ہیں برس رہے ہیں کرم کے جلوے

یہی تمنا ہے اپنی صابرؔ کہ ارضِ طیبہ کو جا کے دیکھیں

جہاں کے ذرّات پہ ہیں قرباں بہارِ باغِ اِرم کے جلوے

کعبہ ہے عرشِ پاک ہے جو دِل یہی تو ہے
معراجِ ہر کمال کا حامل یہی تو ہے
جس میں تڑپ ازل سے ہے وہ دل یہی تو ہے
بسمل ہے جو نبی کا وہ بسمل یہی تو ہے
روشن ہے جس کے نور سے ہر ذرّۂ جہاں
طیبہ کا چاند وہ مہِ کامل یہی تو ہے
ہے شاہد و مبشر و محمود و حق نما
قرآنِ پاک کا ہے جو حاصل یہی تو ہے
جائیں کہاں مدینے سے ہم اہلِ کارواں
ہر قافلے کی آخری منزل یہی تو ہے
نازل ہوں کیوں نہ رحمتیں عرشِ عظیم سے
ذکرِ حبیبِ پاک کی محفل یہی تو ہے
عشقِ رسولِ پاک میں ہو جاؤ جانِ الحق
قربِ خدا کی آخری منزل یہی تو ہے
کہتے ہیں لوگ سرورِ دیں کا جسے گدا
وہ نعت گو وہ صابرِ بسمل یہی تو ہے

نورِ حق نورِ مبیں جلوۂ جانانہ ہے
جس کو دیکھو مہِ طیبہ ہی کا دیوانہ ہے

رب سے بیگانہ ہے جو آپ سے بیگانہ ہے
یہ بھی قرآن کا اندازِ کلیمانہ ہے

دل پہ ہے پرتوِ انوارِ محمد کا اثر
رُوکشِ گلشنِ جنت دلِ دیوانہ ہے

روز آتے ہیں یہاں بہرِ سلامی قدسی
عرشِ اعظم سے سوا آپ کا کاشانہ ہے

اونچے اونچے بھی جھکاتے ہیں جبیں اس در پر
یہاں شاہوں کا بھی اندازِ گدایانہ ہے

آنکھوں آنکھوں میں مئے حبِّ نبی پیتا ہوں
نہ صراحی ہے نہ شیشہ ہے نہ پیمانہ ہے

آپ تصدیق جو کر دیں تو مزہ آ جائے
یوں تو کہنے کو ہر اک آپ کا دیوانہ ہے

حمدِ رب نعتِ نبی سے رہی رغبت صابرؔ
مختصر سا یہ میرے ذوق کا افسانہ ہے

○

...رم عالم میں شہنشاہِ رسولاں آئے
...سبز گنبد کے مکیں مظہرِ یزداں آئے

ہیں سلامی کے لئے جن و ملک صف بستہ
حور و غلمانِ جناں بن کے ثنا خواں آئے

جن کے جلوؤں سے منوّر ہے فضائے عالم
نور بخشِ دو جہاں وہ شہِ خوباں آئے

نورِ حق۔ نورِ مجسّم ہیں حقیقت میں حضور
یوں تو آنے کو وہ ہم صورتِ انساں آئے

سر کے بل کیوں نہ گریں لات و منات و عُزّیٰ
کعبہ کو کعبہ بنانے شہِ ذیشاں آئے

کیوں نہ منسوخ ہوں توریت و زبور و انجیل
لے کے جب شمعِ ہُدیٰ صاحبِ قرآں آئے

روز دو شنبہ ہے اور بارہ ربیع الاوّل
صبحِ صادق کے قریں خسروِ خوباں آئے

اے خوشا بخت کہ صابر بھی ہے ان میں شامل
پیشِ داور جو محمّد کے ثنا خواں آئے

○

دربارِ نبی سے یوں ہم کو توفیق زیارت ہوتی ہے
کچھ ذوقِ طلب کام آتا ہے کچھ ان کی عنایت ہوتی ہے

جب فرقتِ شاہِ بطحا میں بے چین طبیعت ہوتی ہے
آنکھوں سے چھلکتے ہیں آنسو ہر سانس قیامت ہوتی ہے

اعجازِ محمد تو دیکھو پتھر بھی گواہی دیتے ہیں
ہاں اس کو شہادت کہتے ہیں ہاں ایسی شہادت ہوتی ہے

تسلیم عدو بھی کرتے ہیں کہ آپ امین و صادق ہیں
ہاں ایسی دیانت ہوتی ہے ہاں ایسی صداقت ہوتی ہے

ہیں آپ مجسّم شرم و حیا ہیں آپ مکمّل صدق و صفا
کردار سے آقا کے ظاہر انسان کی عظمت ہوتی ہے

ہیں نورِ مبینِ صبحِ ازل ہیں حسنِ یقینِ بزمِ دنیٰ
پھر آپ کا سایا کیا ہوتا سائے میں کثافت ہوتی ہے

مخمورِ مئے حبّ سرور ہو کیوں نہ ہر اک مردِ مومن
جب ان کی محبت ایمانِ کامل کی ضمانت ہوتی ہے

سرکارِ دو عالم کی یادیں جب ضرب لگاتی ہیں دل پر
کچھ اور فزوں تر اے صابرؔ ایماں کی حرارت ہوتی ہے

○

کیا مُبارک کیا مقدّس عشق کا آزار ہے
یہ نہ ہو تو باریابی خلد میں دشوار ہے

اے ولائے مصطفےٰ تیری قسم تیرے بغیر
زندگی سے میں ہوں مجھ سے زندگی بیزار ہے

ان کے جلوؤں کے بیاں اوصاف ہوں ممکن نہیں
ان کی صورت بالیقیں آئینۂ انوار ہے

اسکی ہر ہر سانس پر قرباں حیاتِ جاوداں
جس کو محبوب خدا کے عشق کا آزار ہے

ہے لوائے حمد کی جانب نگاہِ اہل حشر
خود یہاں تشریف فرما احمد مختار ہے

میری بخشش کا دمِ آخر ہو یہ اچھا سبب
کاش وہ اتنا ہی کہدیں یہ میرا بیمار ہے

اس کے جلوے سے میں ہو سکتا نہیں محروم دید
دل کے آئینہ میں ہردم جلوۂ دلدار ہے

کون آیا رحمت اللعالمیں کی شکل میں
سِرِ قدرت ہے یہ وہ جس کا بیاں دشوار ہے

ہو عطا صابر کو بھی یارب غم عشق نبی
باعث تخلیق ہے جو مالک و مختار ہے

—۞—

خدائی کے بانی ہیں سرکارِ والا یہ وحدت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

دو عالم میں اُن کی ہے جلوہ نمائی یہ کثرت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ہے مدّاح خالق ملائک ثنا خواں ہیں محکوم جنّ و بشر حور و غلماں

زمین و زماں ان کے ہیں زیرِ فرماں یہ شوکت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

انہی سے نمایاں ہوا نورِ وحدت انہیں سے ہویدا ہوئی ساری کثرت

دو عالم میں جاری ہے ان کی شریعت یہ سطوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

اشارے سے ٹکڑے ہوا ماہِ تاباں پلٹ آیا ڈوبا ہوا مہرِ رخشاں

ہوئی ابر باراں سے بارانِ رحمت یہ قدرت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

بہے حکم سے ان کے پانی کے دھارے ہیں وہ عاجزوں بیکسوں کے سہارے

شجر اور حجر مثلِ انساں ہیں گویا یہ عظمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

کریں جَو کی روٹی سے خود تو گزارہ مگر مفلسوں کا مکمّل سہارا

قناعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے سخاوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

مقامِ دنیٰ پر خدا نے بٹھایا بٹھا کر انہیں رازِ عالم بتایا

یہ رفعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ہراساں ہو کیوں روزِ محشر سے صابرؔ یہی توشۂ آخرت ہوگا ناصر

ترا شغل نعتِ رسولِ الٰہی عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

○

سینے میں عشقِ سرورِ ذیشاں لئے ہوئے
ہم شادماں ہیں دولتِ ایماں لئے ہوئے

رہتا ہوں انکے رخ کے تصور میں رات دن
ہاتھوں میں دل کے مصحفِ قرآں لئے ہوئے

باغ و بہارِ طیبہ کی نزہت نہ پوچھئے
ہر گل ہے حسنِ گلشنِ رضواں لئے ہوئے

دل میں ہے آرزوئے قدمبوسیٔ حضور
بیٹھا ہوں ان کی دید کا ارماں لئے ہوئے

ساقیٔ سلسبیل کے فیضِ دوام سے
آیا ہوں میں بھی نشۂ عرفاں لئے ہوئے

حضرت کے ارد گرد ہیں اس طرح انبیاءؑ
تارے ہوں جیسے ماہِ درخشاں لئے ہوئے

ان کے درِ کرم کا یہ فیضِ دوام ہے
خالی نہ آیا کوئی بھی داماں لئے ہوئے

اس سمت بھی تو آئیے میزاں پہ یا رسول
حاضر ہوں میں بھی دفترِ عصیاں لئے ہوئے

صابرؔ درِ نبی پہ بقصدِ عجز و التجا
حاضر ہو کاش نذرِ دل و جاں لئے ہوئے

O

ضیائے رخسارِ شاہِ خوباں ہر ایک شے میں جھلک رہی ہے
جمالِ خیر الوریٰ کے صدقے تمام دنیا چمک رہی ہے

مثالِ نافہ جو اُن کے رخ سے گرے پسینے کے چند قطرے
نسیم بھی تو اسی کی خوشبو اڑاتے ہر سو لہک رہی ہے

ہوں جن و انساں کہ حور و غلماں، سبھی ہیں سرکار کے ثناخواں
کہیں تو نغمہ سرا ہے بلبل کہیں پہ طوطی چہک رہی ہے

سیاہکاروں پہ روزِ محشر یہ بن کے چھائے گی ابرِ رحمت
وہ دوشِ محبوبِ کبریا پر جو زلفِ مشکیں لٹک رہی ہے

ہے قلزمِ غم میں جوشِ طوفاں ہوا مخالف ہے گم ہیں اوساں
یہی گھڑی ہے مدد کی شاہا ہماری کشتی بھٹک رہی ہے

کھلا ہوا بابِ میکدہ ہے جو پینے والا ہے پی رہا ہے
تمہاری چشم و نظر کے صدقے شرابِ وحدت چھلک رہی ہے

ہیں منتظر مغفرت کے عاصی ہماری ہوتی ہے کب خلاصی
شفیعِ محشر یہ ساری امت تمہاری صورت کو تک رہی ہے

ہے نیرِ بدر دل میں رخشاں سکونِ میسر ہے ہم کو صابر
ازل سے عشقِ نبی کی آتش ہمارے دل میں دہک رہی ہے

حصّہ درود و سلام

○

الصلوٰۃ والسلام اے نورِ بزمِ اولیں — الصلوٰۃ والسلام اے شاہِ ختم المرسلیں
الصلوٰۃ والسلام اے سبز گنبد کے مکیں — الصلوٰۃ والسلام اے زینتِ عرشِ بریں
الصلوٰۃ والسلام اے رحمت اللعالمیں

الصلوٰۃ والسلام اے رونقِ دنیا و دیں — الصلوٰۃ والسلام اے حامیِ دینِ متیں
الصلوٰۃ والسلام اے پیشوائے مرسلیں — الصلوٰۃ والسلام اے سرورِ جنت مکیں
الصلوٰۃ والسلام اے نورِ حق نورِ مبیں

الصلوٰۃ والسلام اے مالکِ کون و مکاں — الصلوٰۃ والسلام اے بادشاہِ دو جہاں
الصلوٰۃ والسلام اے تاجدارِ انس و جاں — الصلوٰۃ والسلام اے خاتمِ پیغمبراں
الصلوٰۃ والسلام اے قاسمِ خلدِ بریں

الصلوٰۃ والسلام اے شافعِ روزِ جزا — الصلوٰۃ والسلام اے دافعِ رنج و بلا
الصلوٰۃ والسلام اے مظہرِ ذاتِ خدا — الصلوٰۃ والسلام اے خاصۂ ربّ العلا
الصلوٰۃ والسلام اے ہادیِ روح الامیں

O

الصّلوٰۃ والسّلام اے سیّدِ خیر البشر الصّلوٰۃ والسّلام اے مالکِ شمس و قمر
الصّلوٰۃ والسّلام اے حاملِ فتح و ظفر الصّلوٰۃ والسّلام اے بیکسوں کے چارہ گر
الصّلوٰۃ والسّلام اے صاحبِ تاج و نگیں

الصّلوٰۃ والسّلام اے نورِ ذاتِ کردگار الصّلوٰۃ والسّلام اے دو جہاں کے تاجدار
الصّلوٰۃ والسلام اے بادشاہِ ذی وقار الصّلوٰۃ والسلام اے سرورِ والاتبار
الصّلوٰۃ والسّلام اے خسروِ دنیا و دیں

الصّلوٰۃ والسّلام اے سیّدِ خیر الانام الصّلوٰۃ والسّلام اے جن و انساں کے امام
الصّلوٰۃ والسّلام اے سرورِ عالی مقام عرض کرتا ہے ادب سے آپ کا صابرؔ غلام
الصّلوٰۃ والسّلام اے راحتِ قلبِ حزیں

○
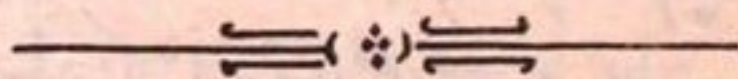
مصطفےٰ نورِ یزداں پہ لاکھوں سلام
مجتبےٰ جانِ ایماں پہ لاکھوں سلام

دونوں عالم کے سلطاں پہ لاکھوں سلام ۔ رونقِ بزمِ امکاں پہ لاکھوں سلام
جن کی خاطر بنائے ہیں کون و مکاں ۔ ایسے محبوبِ ذیشاں پہ لاکھوں سلام
ان کی آمد سے باطل ہوا سرنگوں ۔ حق نما نورِ عرفاں پہ لاکھوں سلام
ان کو بخشے گئے یہ زمیں آسماں ۔ ہفت کشور کے سلطاں پہ لاکھوں سلام
سارے عالم کی رحمت ہے ان کا لقب ۔ پیارے محبوبِ رحماں پہ لاکھوں سلام
جنکے جلوؤں سے روشن ہیں دونوں جہاں ۔ ایسے خورشیدِ تاباں پہ لاکھوں سلام
جن کے روضہ پہ ہے تابشوں کا نزول ۔ ایسے پُرنور سلطاں پہ لاکھوں سلام
انبیاء عرض کرتے تھے افلاک پر ۔ حق تعالیٰ کے مہماں پہ لاکھوں سلام
پیارے صدیق و فاروق و عثمان و علی ۔ چاروں اصحابِ ذیشاں پہ لاکھوں سلام
اہلبیتِ نبوّت پہ لاکھوں درود ۔ جانِ شاہِ شہیداں پہ لاکھوں سلام

پیش کرتا ہے صابر بھی صبح و مسا
مصطفےٰ نورِ یزداں پہ لاکھوں سلام

○

تمہیں ہو محبوب حق تعالیٰ درود تم پر سلام تم پر
تمہاری عظمت ہے سب سے اعلیٰ درود تم پر سلام تم پر

تمہارا رتبہ ہے سب سے والا درود تم پر سلام تم پر
تمہارے دم سے ہے جگ اُجالا درود تم پر سلام تم پر

تمہیں ہو افضل تمہیں ہو برتر تمہیں ہو محبوبِ ربِّ اکبر
ہو تم معظم جناب والا درود تم پر سلام تم پر

ہے جس کے دل میں تمہاری الفت اسی پہ محشر میں ہوگی رحمت
یہی ہے فرمانِ حق تعالیٰ درود تم پر سلام تم پر

زباں پہ جس کی ہو وقتِ رحلت وہی ہے حقدارِ خلد جنت
تمہارا کلمہ ہے کیا نرالا درود تم پر سلام تم پر

طہور کوثر کے تم ہو ساقی تمہارا تا حشر ذکر باقی
تمہارا ہر جا ہے بول بالا درود تم پر سلام تم پر

ہے چشم صابر الم سے پُرنم بجز تمہارے حضورِ اکرم
ہے کون فریاد سننے والا درود تم پر سلام تم پر

○

سلام اُن پر کہ جن کو احمدِ مختار کہتے ہیں
سلام اُن پر کہ جن کو سیدِ ابرار کہتے ہیں

سلام اُن پر ہوئے جن کیلئے دونوں جہاں پیدا
سلام اُن پر کہ جنکے نور سے ہر انس و جاں پیدا

سلام اُن پر جو آئے رحمت اللعالمیں بنکر
سلام اُن پر جو آئے ہیں شفیع المذنبیں بنکر

سلام اُن پر جنہیں رب نے بلایا عرشِ اعلیٰ پر
سلام اُن پر ہے نازاں عرش بھی جن کی ذاتِ والا پر

سلام اُن پر کہ جو نورِ مجسّم فخرِ آدم ہیں
سلام اُن پر کہ جو بعدِ خدا سب سے معظّم ہیں

سلام اُن پر کہ جن کے جسمِ اطہر کا نہ تھا سایا
سلام اُن پر کہ جو ہیں ساقیِ کوثر شہِ بطحا

سلام اُن پر جنہیں یٰسین و طٰہٰ حق نے فرمایا
سلام اُن پر ہے قرآنِ مبیں جن کے لئے آیا

سلام اُن پر کہ جن کے سر پہ ہے سہرا شفاعت کا
سلام اُن پر کہیں گے سب جنہیں دولہا قیامت کا

سلام اُن پر کہ جنکے ذکر میں رحمت برستی ہے
سلام اُن پر کہ جنکی دید کو دنیا ترستی ہے

سلام اُن پر کہ جن کا ذکر ذکرِ ربِّ اکبر ہے
سلام اُن پر کہ جنکے ذکر کی یہ بزم انور ہے

سلام صابرِ خستہ ادب سے پیشِ خدمت ہے
اگر مقبول ہو شاہا تو اس عاجز کی عزت ہے

حضورِ انور حبیبِ داور ہزاروں لاکھوں سلام تم پر
ہمارے آقا ہمارے سرور ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

نبی مرسل ہزاروں آئے سبھی نے پیغامِ حق سُنائے
ہوا نہ کوئی تمہارا ہمسر، ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

ہو سب سے افضل ہو سب سے اعلیٰ ہو سب سے بالا ہو سب سے والا
ہو سب سے بہتر ہو سب سے برتر، ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

ہو قبلۂ دیں ہو کعبۂ جاں، دم سلامی ہے سب کا ایماں
حضور ہیں دو جہاں کے رہبر، ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

ہو تم ہی مختارِ خلد و جنت ہو تم ہی شاہا خدا کی رحمت
قسیمِ کوثر، شفیعِ محشر، ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

کیا قمر شق جناب تم نے پلٹ دیا آفتاب تم نے
عیاں ہیں سب پر تمہارے جوہر، ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

حضور صابرؔ کی ہے تمنا کہ دیکھے سرکار کا مدینہ
کہے سوئے روضہ سر جھکا کر ہزاروں لاکھوں سلام تم پر

مصطفیٰ رب کے مظہر پہ لاکھوں درود
خاصۂ ربِّ اکبر پہ لاکھوں درود!

ساقیٔ حوضِ کوثر پہ لاکھوں درود — شافعِ روزِ محشر پہ لاکھوں درود
دردمندوں یتیموں کے مشکل کشا — شاہِ محتاج پرور پہ لاکھوں درود
جنکی آمد سے کافور ظلمت ہوئی — ان کے روئے منوّر پہ لاکھوں درود
جن کا ثانی ہوا ہے نہ ہوگا کبھی — ایسے یکتا پیمبر پہ لاکھوں درود
جن کی مدحِ مبارک ہے قرآن میں — ایسے ممدوحِ انور پہ لاکھوں درود
اولیاء اصفیاء انبیاء مرسلیں — عرض کرتے ہیں سرور پہ لاکھوں درود
جن کے در کے ہیں محتاج شاہ و گدا — ایسے سلطان و سرور پہ لاکھوں درود
عاصیو تھام لو دامنِ مصطفیٰ — اور پڑھو رب کے مظہر پہ لاکھوں درود
نزع میں دیکھ لوں کاش روئے حضور — اور پڑھوں بندہ پرور پہ لاکھوں درود

عرض کرتا ہے صابرؔ بھی صبح و مسا
کملی والے پیمبر پہ لاکھوں درود

○

مجھ بے نوا کا ان سے پہلے سلام کہنا
پھر جانِ مضطرب کا ان سے پیام کہنا
سرکار سے گدا کی حالت تمام کہنا
طیبہ کے جانے والے میرا سلام کہنا

روضہ پہ جب گزر ہو نزدیک جب وہ در ہو
مسجد میں نزد ممبر جب سجدہ ریز سر ہو
مہجورِ غم ابھی تک ہیں تشنہ کام کہنا
طیبہ کے جانے والے میرا سلام کہنا

محبوبِ کبریا سے! سردار انبیا سے
اُمت کے مقتدا سے ملّت کے پیشوا سے
اُمت کا ہو چکا ہے برہم نظام کہنا
طیبہ کے جانے والے میرا سلام کہنا

مختارِ دوجہاں سے سالار کارواں سے
سرکار انس وجاں سے ملّت کے پاسباں سے
مجبورِ بیکسوں کا جا کر پیام کہنا

طیبہ کے جانے والے میرا سلام کہنا

شاہنشہ دنیٰ سے نوشاہ حل اتیٰ سے
سرکار مصطفےٰ سے محبوب کبریا سے
جور و جفائے چرخِ محشر خرام کہنا
طیبہ کے جانے والے میرا سلام کہنا

مختار سے یہ کہنا، سرکار سے یہ کہنا
دلدار سے یہ کہنا، غمخوار سے یہ کہنا
ہر طرح سے ہے برہم دل کا نظام کہنا
طیبہ کے جانے والے میرا سلام کہنا

ضیاؔء کے چشم و دل کو تیری ہی جستجو ہے
تیری ہی گفتگو ہے ہر سمت تو ہی تو ہے
تیرے ہی نام کی رٹ ہے صبح و شام کہنا

طیبہ کے جانے والے میرا سلام کہنا
طیبہ کے ... ...

حصّۂ تضمین

تضمین بر کلام حضرت سعدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

یوں تو حسین یوسفِ کنعاں بھی تھے مگر
قرآن کی زباں میں خالق نے خوب تر
کی مدحِ حسنِ شاہِ رسل ہر مقام پر
یا صاحبَ الجمالِ و یا سیّد البشر
مِن وَجھکَ المنیرِ لقد نوّر القمر

ہر گل میں ہر شجر میں عیاں تیرے رنگ و بو
جاری ترے فیوض کے چشمے ہیں چار سو
محبوبِ ذوالجلال فقط ہے جہاں میں تو
لا یمکنُ الثناءُ کما کانَ حقّہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

تضمین

بر کلام حضرت علامہ قدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آتشِ عشقِ نبی جب سے ہے سینہ میں لگی
روز افزوں ہے میری تشنگی و تشنہ لبی
عرض کرتا ہوں شب و روز بہ جوشِ قلبی

مرحبا سیدی مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

سب حسینوں سے حسیں آپ ہیں یا شاہِ اُمم
آپ کے حسن پہ قربان ہیں خوبانِ حرم
آپ بے مثل حسینوں میں ہیں خالق کی قسم

مَن بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

عام ہیں تیرے زمانے میں فیوض و برکات
تیرے صدقے میں مصائب سے ملی ہم کو نجات
کام آئے گی سرِ حشر فقط تیری ہی ذات

ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ زحد می گزرد تشنہ لبی

آپ کی شان بیاں کس سے ہو اے سرورِ پاک
آپ ہیں حاکم اقلیم و ملیکِ املاک
آپ کے سر پہ ازل ہی سے ہے تاجِ لولاک

شبِ معراج عروجِ تو گذشت از افلاک
بہ مقامے کہ رسیدی بہ رسد ہیچ نبی

اک لگن دل میں لگی رہتی ہے بس آٹھ پہر
دیکھ لوں میں کسی صورت سے جمالِ انور
بہرِ صدیق و عمر بہرِ غنی و حیدر

چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی، ہاشمی و مطلبی

آپ کا میں بھی ہوں مداحِ رسولِ عربی
بھولئے مجھ کو نہ ہنگامِ شفاعت طلبی
عرض ہے آپ سے صابر کی اے پیارے نبی

سیدی انتَ حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

تضمین

بر کلامِ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی قدس سرہٗ

کوئی ثانی نہ سخا میں ہوا پیدا تیرا　　دوست تو دوست ہے دشمن پہ ہے سایہ تیرا
عالمِ کیف میں کہتا ہے یہ منگتا تیرا　　واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

ہے یمِ جود و سخا روضہ والا تیرا　　ہے طلب جس کی جہاں کو وہ ہے صدقہ تیرا
اک یتی ہی نہیں بسر کا رہوں منگتا تیرا　　اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

تو ہے معراج کا نوشاہ وہ کیونکر مانیں　　جن کو توفیق خدا دے وہ تجھے پہچانیں
تیری عظمت پہ فرشتوں کی فدا ہیں جانیں　　فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

کچھ سمجھ میں نہیں آتی یہ انوکھی ترکیب　　خالقِ حسن ہے محبوب کا خود اپنے نقیب
ہے من و تو سے جدا میری یہ تخئیلِ عجیب　　میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

ہے نمکخوار تری خلق سشہ کون و مکاں
آسمانوں پہ ملک خُلد میں حور و غلماں
میزبانِ دو جہاں تو ہے حبیبِ رحماں
آسماں خوان، زمیں خوان زمانہ مہماں

صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

دور ہی دور رہا کرتے ہیں یاں اسکے خلاف
دُزد کترا کے چلا کرتے ہیں یاں اسکے خلاف
ہیں جو مجرم وہ بچا کرتے ہیں یاں اسکے خلاف
چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اسکے خلاف

تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

ایک صابر نہیں کونین بھی ہیں اس کے مطیع
تیرے قدموں سے ملے جس کو مراتب ہیں رفیع
جس کو حاصل ہیں تیرے لطف سے درجات وسیع
تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اسکو شفیع

جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

تضمین

بر کلام مولانا حسن رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

کیوں کہیں جائے کوئی وہ پاک روضہ چھوڑ کر
جبہہ سا کیوں ہو کوئی خاکِ مدینہ چھوڑ کر
خلد کا ہو کون طالب بابِ والا چھوڑ کر
سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

ہے سکوں ساماں میرے حق میں درِ شاہِ امم
دیکھ کر مسرور ہو جاتی ہے جس کو چشمِ نم
بابِ شہ ہے سامنے جب تک کہ ہے آنکھوں میں دم
مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قربِ مسیحا چھوڑ کر

دل گرفتہ پھر رہے ہیں غم کے مارے کو بکو
ہر طرف آہ و بکا ہے ہر طرف ہے ہائے ہُو
کوئی بھی سنتا نہیں اُن منکروں کی گفتگو
حشر میں اک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے اُن کا سہارا چھوڑ کر

بخششِ اُمت کا غم تیرے سوا ہو گا کسے
اختیارِ مغفرت روزِ جزا ہو گا کسے
میری رسوائی کا رنج و غم شہا ہو گا کسے
بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہو گا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

کیا بتاؤں رات دن صابر جو ہے دل میں لگن
کاش ہو میری طرف چشمِ عطائے ذوالمنن
جیتے جی اے کاش یا رب ہو مدینے میں وطن
مر کے جیتے ہیں جو اُن کے در پہ جاتے ہیں حسن
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

تضمین

بر کلام لسان الحسان الحاج مولانا شاہ ضیاء القادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

دونوں جہاں کے میزباں بھر دو ہماری جھولیاں
محرمِ رازِ این و آں بھر دو ہماری جھولیاں
مالکِ کوثر و جناں بھر دو ہماری جھولیاں
خُلد مکیں حرم مکاں بھر دو ہماری جھولیاں
اے شہِ عرش آستاں بھر دو ہماری جھولیاں

آہ دلِ غریب کی سنتا نہیں کوئی فغاں
کس کو دکھائیں زخم دل کس کو سنائیں داستاں
ہم ہیں وہ نقش پائمال جس کا نہیں کوئی نشاں
ہم ہیں گدائے ناتواں ہم ہیں فقیرِ خستہ جاں
تم ہو معینِ بیکساں بھر دو ہماری جھولیاں

دونوں جہاں کی سروری تم کو خدا نے بخش دی
معطیٔ خلق ہے خدا قاسم کل ہو تم نبی
مشرک و بُت پرست ہو یا ہوں مشایخ و ولی
در سے تمہارے یا نبی پلتے ہیں نیک و بد سبھی
تم ہو امامِ مرسلاں بھر دو ہماری جھولیاں

کیوں ہوئی خلق کائنات آپ ہی اس کا راز ہیں
جن کو نوازا آپ نے سب سے وہ بے نیاز ہیں
سائلِ درِ حضور کے دہر میں سرفراز ہیں
آپ گدا نواز ہیں آپ ہی چارہ ساز ہیں
سن لو ہماری داستاں بھر دو ہماری جھولیاں

کاش درِ حضور پہ آنے کا ہو کوئی سبب
اس کے سوا مجھے کوئی باقی نہیں رہی طلب
محض یہ صابرِ غریب تنہا نہیں بصد ادب
مثلِ ضیاؔ فقیر سب کہتے ہیں شہ سے روز و شب
ہم ہیں گدائے ناتواں بھر دو ہماری جھولیاں

تضمین

بر کلام حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین اشرفی مُرادآبادی قُدّس سِرّہٗ

سوئے گدا قدم کبھی خلد سے وہ بڑھائیں تو
بہرِ خدا نقابِ رخ رخ سے ذرا اٹھائیں تو
بزمِ خیال کو حضور آ کے ذرا سجائیں تو
اجڑے ہوئے دیار کو عرشِ بریں بنائیں تو
ان پہ فدا ہے دل مِرا ناز سے دل میں آئیں تو

میرے خلوصِ قلب نے مجھ سے کہا ہے بارہا
دل میں یقیں لئے ہوئے بابِ نبی پہ جو گیا
ایسے الم نصیب کو غم سے سکون مل گیا
درد و الم کے مبتلا جن کی کہیں نہ ہو دوا
دیکھیں وہ شانِ کبریا آپ کے در پہ آئیں تو

اپنی جبینِ شوق ہے شاہِ امم کا ہے قدم
اہلِ وِلا کے حال پر اُن کا کرم ہے دم بدم
جشنِ تصورات میں ذکرِ نبی ہے اور ہم
کرتے ہیں کس پہ کچھ ستم کیوں ہو کسی کو رنج و غم
مولدِ مصطفےٰ کی ہم عید اگر منائیں تو

کوئی نہیں ہے آسرا آپ کے ماسوا حضور
اپنے کئے پہ ہیں خجل ہم سے ہوتے ہیں گو قصور
شافعِ عاصیاں ہیں آپ داورِ حشر ہے غفور
بد ہیں اگرچہ ہم حضور آپ کے ہیں مگر ضرور
کس کو سنائیں حالِ دل تم کو نہیں سنائیں تو

کون گدا نواز ہے آپ ہی کچھ ہمیں بتائیں
کون ہے اور چارہ سازِ حالتِ دل جسے دکھائیں
ہم سے غریب و ناتواں دستِ طلب کدھر بڑھائیں
آپ کے در پہ گر نہ آئیں کونسا در ہے جس پہ جائیں
سامنے کس کے سر جھکائیں آپ ہمیں بتائیں تو

دامنِ تر کی داستاں کس سے یہ بے نوا کہے
دل پہ گزر رہا ہے جو کس سے وہ ماجرا کہے
کوئی نہیں ہے ہمنوا جس سے تیرے سوا کہے
صدمے فراق و ہجر کے کس سے یہ غمزدہ کہے
تو ہی اگر کرم کرے دردِ نہاں سنائیں تو

مضطر و بے قرار ہے صابرِ زار آپ کا
بابِ حرم پہ جاں بحق ہو یہی شوق ہے سدا
بہرِ خدا بلائیے سوئے مدینہ مصطفیٰ
کرنے کو جان و دل فدا روضۂ پاک پر شہا
پہنچے نعیمِ بے نوا آپ اگر بلائیں تو

تضمین

بر کلام حضرت آمجد حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

بہتا ہے فیض کا اک دریا تری گلی میں
جاری ہے رحمتوں کا چشمہ تری گلی میں
فردوس کا بھی ہے اک نقشہ تری گلی میں
کس چیز کی کمی ہے مولا تری گلی میں
دُنیا تری گلی میں عقبیٰ تری گلی میں

دونوں جہاں کی دولت بس اسکو ملگئی ہے
اِس در کا جو ہے منگتا تقدیر کا دھنی ہے
ہر زائر مدینہ لاریب جنتی ہے
جام سفال اس کا تاجِ شہنشہی ہے
آجائے جو بھکاری داتا تری گلی میں

پہنچا جو تیرے در پر پائی عجیب عظمت
اس در کی حاضری ہے وجہِ سکون راحت
ہے گلشنِ مدینہ رشکِ بہارِ جنت
کس طرح پاؤں رکھے یاں صاحبِ بصیرت
آنکھیں بچھی ہوئی ہیں ہر جا تری گلی میں

اس عاشقِ نبی کی حالت تو کوئی دیکھے
کرتا ہے شکر کے جو ہر ہر قدم پہ سجدے
جوشِ جنوں میں آئے ایسے بھی چند لمحے
دیوانگی پہ میری ہنستے ہیں عقل والے
تری گلی کا رستہ پوچھا تری گلی میں

صابر بتائیں اُس کو ہم کیا سمجھ رہے تھے
شاعر وہ نعت گو ہے اتنا سمجھ رہے تھے
ارضِ دکن کا بس اک ذرہ سمجھ رہے تھے
امجد کو آج تک ہم ادنیٰ سمجھ رہے تھے
لیکن مقام اس کا دیکھا تری گلی میں

قطعاتِ تاریخ

از ــــــ محمد طیبؔ قریشی اشرفی ۔ مکتبۂ نبی منزل اجمیری گیٹ دھلی

نعت اپنی پڑھکے لوٹے صابر مدینے سے جب
آنکھوں میں نور لے کر دل میں سُرور لیکر

ایسی ہوئی عنایت اِن پر شہِ زمن کی
"چشمِ تلطف آئی جامِ طہور لیکر"

۷ ۹ ۱۳ ہجری

از شاکر کھام گانوی (بھارت)

ذوقِ صابر کا دلکش آئینہ
نعت خوانوں کے لئے ذکرِ حضور

مصرعۂ تاریخ اے شاکر کہو
"شانِ بزمِ کوثر و جامِ طہور"

۹۶ ۱۳ ہجری

از ۔ مختار اجمیری کراچی

کس قدر باشعور ہیں صابر
مدح گوئے حضور ہیں صابر

کہیئے مختار حدیۂ جاوید
غرقِ جامِ طہور ہیں صابر

از ۔ ارشد امروہوی کوئٹہ

ایمان فروز حضرتِ صابر کا ہے کلام
اک ایک ان کے شعر میں موجیں ہیں نور کی

ارشد یہ لکھدے مصرعۂ تاریخ بہرِ سال
شہرت جہاں میں ہوگئی جامِ طہور کی

قطعۂ تاریخ

از ــــــ حضرت معراج قدیری الوارثی مدظلہ
لکھنؤ ــ بھارت

صابر نے سجایا ہے جو گلدستۂ رنگیں
آتی ہے ہر اک پھول سے سرکار کی نکہت

ہر نقطہ ہے تارے کی طرح روشن و تاباں
ہر لفظ ہے گنجینۂ انوار و لطافت

جذبات کی تقدیس سے یہ صاف عیاں ہے
کس درجہ ہے سرکارِ دو عالم سے محبت

اس نعت شہنشاہِ رسالت کے صلہ میں
اللہ کرے آئے بہت جلد وہ ساعت

معمور فضائیں ہوں سلاموں کی صدا سے
آراستہ ہو بزمِ شہنشاہِ رسالت

ہر ایک طرف نور کی شمعیں ہوں فروزاں
جبریل ہوں درباں درِ ایوانِ نبوت

حسنین کے جلووں سے ہر اک گوشہ ہو روشن
اصحابِ پیمبر بھی ہوں اس بزم کی زینت

پھر پیش نبی نور کی کشتی میں سجا کر
لے جائیں ملک ہدیۂ مداحِ رسالت

خوش ہو کہ یہ فرمائیں شہنشاہِ مدینہ
یہ تحفۂ صابر ہے کلیدِ درِ جنت

ناگاہ صدا غیب سے معراج پھر آئے
"دیکھے تو کوئی جلوہ گلزارِ عقیدت"

پرتوِ جامِ طہور

اثر ———— حضرت غریب سالکی مدظلہ

کیوں نہ لیں اہلِ نظر بھی اب ادب سے ان کا نام ۔۔۔ حاصلِ کونین ہے صابر براری کا کلام

نعت کے ہر شعر میں ہے ان کے تنویرِ نبی ۔۔۔ ان کے دل کے آئینے میں ہے مدینے کی گلی

پرتوِ حسنِ نبی سے ان کا دل پُرنور ہے ۔۔۔ ان کا سینہ مصطفٰے کے عشق سے معمور ہے

ان کو روضہ پر بلائیں گے شہِ کونین اب ۔۔۔ اور فرشتے بھی کریں گے رات دن ان کا ادب

رونقِ خلدِ بریں بن جائیگی ان کی حیات ۔۔۔ ان کی عظمت کا بنیگی آئینہ کل کائنات

نعتِ سرکارِ دو عالم سے عقیدت ان کو ہے ۔۔۔ اور ذاتِ احمدِ مرسل سے نسبت ان کو ہے

گلشنِ خلدِ بریں کے کیوں نہ یہ بن جائیں پھول ۔۔۔ مل گئی قسمت سے ان کو دولتِ نعتِ رسول

رحمتِ حق ان کے سر پہ ہوگی اب سایہ فگن ۔۔۔ دل کے آئینے میں ہوگا دینِ احمد کا چمن

دل میں ان کے جب ہے تصویرِ حبیبِ کردگار ۔۔۔ ان پہ قرباں کیوں نہ ہو پھر باغِ جنت کی بہار

حشر میں دیں گے جگہ دامن میں شاہِ بحر و بر ۔۔۔ ان کی صورت ہی پہ ہوگی سارے عالم کی نظر

حشر میں جب یہ شہِ لولاک کے ہونگے قریں ۔۔۔ نعت ان سے بھی سنیں گے رحمت اللعٰلمیں

ان کا ہے ہر شعر نور اور ان کی ہے ہر بات نور

ہوگا ہاتھوں میں فرشتوں کے بھی اب جامِ طہور

فون ٣١١١٢١
حنفی
الیکٹرک
کارنر
نیشنل ڈی لکس۔ ایرن۔ الیکٹرک ہیٹر پنکھے وغیرہ
خریدنے اور الیکٹرک وائرنگ کے تسلی بخش کام
کے لئے تشریف لائیں
کے مارکیٹ کورنگی دکان، ڈی ۲۷

۷۸۶
خالد میڈیکل اسٹور
انگریزی دواؤں کا مرکز
کے مارکیٹ دوکان ایف ۱۶
کے ایریا۔ کورنگی

فینسی
کلاتھ اسٹور
سستے اور عمدہ پارچہ جات کا مرکز
نماچس فیکٹری۔ لانڈھی ریلوے اسٹیشن
گیس اینڈ گیس کمپنی فون ۳۱۲۶۶۴
سوئی گیس کی تنصیب اور نیشنل کے معیاری چولھے
کے لئے رجوع فرمائیں
لطیف عزیز اینڈ کمپنی
کے ۵۵۳۔ دوکان ۶۳۰ کے ایریا کورنگی۔

آفسٹ پیپر
وائٹ بونڈ پیپر
براؤن پیپر
سیلوفین پیپر
پوسٹر پیپر
خیبر (سولر) بونڈ
وزیٹنگ کارڈ ۔ کلر کارڈ
بکس بورڈ ۔ وائٹ کارڈ
ڈیلرز ۔۔۔
ڈوپلی کٹینگ پیپر
ٹائپنگ پیپر
ٹریسنگ پیپر
ڈرائنگ پیپر
پرنٹنگ پیپر
11 - HASSAN ALI AFANDI ROAD
KARACHI.
فون 218757
TAMCO PAPER MART
اسٹوڈنٹس بیسٹ پیپر مارٹ
۱۱ ۔ حسن علی آفندی روڈ کراچی

۷۸۶
کورنگی میڈیکوز
انگریزی دوا فروش
کورنگی کے مارکیٹ دکان نمبر ۳۴
کراچی

نیک تمناؤں کیساتھ :-

منجانب :- کورنگی کمیونٹی ڈیولپمنٹ کونسل ۲
"کے" ایریا ، کورنگی کراچی

اس پروجیکٹ کونسل کے تحت درج ذیل شعبے اپنی مدد آپ کے طریقہ سے جاری ہیں۔

- کے۔ سی۔ ڈی (پری پرائمری) اسکول
- کے۔ سی۔ ڈی اسپورٹس کلب
- کے۔ سی۔ ڈی انڈسٹریل ہوم
- کے۔ سی۔ ڈی ٹائپنگ انسٹیٹوٹ
- کے۔ سی۔ ڈی لائبریری
- کے۔ سی۔ ڈی ایم سی ایچ سینٹر
- کے۔ سی۔ ڈی نیوٹریشن پروگرام
- کے۔ سی۔ ڈی خواتین کلب
- کے۔ سی۔ ڈی ادبی سوسائٹی

یہ پروجیکٹ حکومت سندھ ، ڈائریکٹریٹ آف سوشل ویلفیئر کراچی کی زیر نگرانی خدمات انجام دے رہا ہے۔